وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

علامہ احمد سعید ملتانی (چتروڑگڑھی) کی عبرتناک شکست کا دلکش نظارہ

حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر

یادگار مناظرہ

مناظر اہل سنت وکیل احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

مرتب:

مولانا جمیل الرحمن عباسی مدظلہ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ صفدر گجرات

علامہ احمد سعید ملتانی (چتروڑگڑھی) کی
عبرتناک شکست کا دل کش نظارہ

مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام

مناظرِ اہل سنت، وکیل احناف
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا جمیل الرحمن عباسی
مدیر: دوماہی "تسکین الصدور" بہاولپور
مدیرِ اعلیٰ: ماہنامہ "صفدر" گجرات

ناشر

مکتبہ صفدریہ نزد مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
0301-7790908--0332-7045126

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا جمیل الرحمن عباسی

ہمارے مخدوم گرامی، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ کوٹلہ شیر محمد نزد فاضل پور ضلع راجن پور میں ہوا۔ مولانا جمیل الرحمن عباسی نے کیسٹوں سے اس کو کاغذ پر منتقل کیا اور یوں کتاب ''مشہور مماتی علامہ احمد سعید ملتانی چتروڑگڑھی کی عبرتناک شکست کا دلکش نظارہ، حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر یادگار مناظرہ'' تیار ہوگئی۔ اگست ۲۰۱۳ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ افسوس کہ پوری کتاب میں کہیں درج نہیں کہ کون سے سن کے کون سے مہینہ کی کون سی تاریخ کو مناظرہ ہوا۔ اسی مناظرہ کی رپورٹ مولانا عبدالجبار سلفی صاحب نے بھی مرتب فرمائی۔

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم راوی ہیں کہ انہوں نے اپنی مرتب کردہ رپورٹ مناظرہ میں اس کے انعقاد کی تاریخ ۳رجنوری ۱۹۸۳ء لکھی ہے۔ الحمدللہ! اس مجموعہ میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

۱...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۲...... شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی مدظلہ
۳...... مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ
۴...... ترجمان اہل سنت حضرت مولانا نور محمد تونسوی مدظلہ
۵...... محقق اہل سنت حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

کے نام

جنہوں نے مسلک حق کی ترجمانی میں مسلک پر ہونے والے حملوں کے دفاع میں اور مسلکی خدمات سرانجام دینے والے نوجوانوں کی سرپرستی وحوصلہ افزائی میں تابناک اور مثالی کردار ادا کیا۔ جزاھم اللہ خیراً!

جمیل الرحمن عباسی

عرض مرتب

مناظر اہل سنت، وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے کون واقف نہیں؟ ملک بھر میں اہل سنت کا جو فرد کسی بھی فتنہ سے نبرد آزما ہے، وہ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے احسانات کے زیر بار ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ دور حاضر کی ان عبقری شخصیات میں سے تھے، جنہوں نے ہر باطل اور گمراہ فرقے کے تعاقب میں مایۂ ناز سپوت کا کردار ادا کیا۔ نصرانیت، مرزائیت، رافضیت، رضاخانیت، مماتیت، غیر مقلدیت اور دیگر فتنہ پرداز فرقوں پر جس انداز میں حملے کئے وہ ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے میدان مناظرہ میں فرق باطلہ وضالہ کے جن جغادریوں کو چاروں شانے چت کیا، ان کی فہرست طویل ہے۔ انہی مناظروں میں سے جو مناظرہ مماتیت کی شناخت علامہ احمد سعید ملتانی (چتروڑگڑھی) کے ساتھ ''حیات الانبیاء علیہم السلام'' کے عنوان پر ہوا۔ اس کو خاصی شہرت حاصل ہوئی اور اس مناظرہ نے واقعۃً مماتیوں کے شوروغوغا اور طوفان بدتمیزی کے آگے ایک عرصہ تک کے لئے بند باندھ دیئے۔ ان کی زبانوں پر صبح محشر تک کے لئے مہر خاموشی ثبت کردی اور مماتیت کے علمی پندار اور بلند بانگ دعوؤں کی حقیقت طشت از بام کردی۔

مناظرہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ضرورت محسوس ہوئی کہ اسے الگ کتابی صورت میں طباعت کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ توقع ہے کہ اس سے اہل سنت کو ایمان کی تازگی فراہم ہوگی اور اگر اہل بدعت واعتزال بھی بنظر انصاف مطالعہ فرمائیں گے تو ان کے لئے بھی ہدایت کا سامان بہم دستیاب ہوگا۔ اس مناظرہ میں ترجمان اہل سنت حضرت مولانا نور محمد تونسوی مدظلہ کا وقیع مقدمہ اور حضرت مولانا محمد نواز سیال مدظلہ کا مضمون بعنوان ''مناظرہ حیات الانبیاء کا پس منظر'' شامل ہے، جس سے کتاب کی قیمت میں دو چند اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ آمین!

آخر میں تعاون کرنے والے تمام احباب کا میں شکر گزار ہوں۔ بالخصوص! حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ کا جنہوں نے اس کام کی تکمیل میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مناظرہ کے کیسٹیں سنیں اور تصحیح کا کام کیا۔ برادر مکرم حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب (ادارہ اشاعۃ الخیر ملتان) کے بھی ہم بے حد ممنون ہیں، جنہوں نے طباعت کے سلسلہ میں بھرپور معاونت فرمائی۔ اسی طرح مولانا احمد طاہر اختر، مولانا محمد نوید اشرف اور قاری محمد یعقوب کے بھی شکر گزار ہیں۔

والسلام!

جمیل الرحمن عباسی غفرلہ

مؤرخہ ۱۶؍رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

تمہارے بعد

(نتیجہ فکر: حضرت مولانا فضل الرحمن افضل دھرم کوٹی مدظلہ)

بھرے ہیں سارے زمانہ میں ہم تمہارے بعد
ہیں اہل علم بہت پر تم سے کم، تمہارے بعد

ہم اپنے درد کو لے کر کہاں کہاں نہ گئے
نہ مٹ سکا کہیں رنج و الم تمہارے بعد

تمہارے در پہ ہمیشہ جو سرنگوں ہی رہا
نہ ہو سکا وہ کسی در پہ خم تمہارے بعد

گئے ہو جب سے خوشیاں بھی ہم سے روٹھ گئیں
رہا ہی کیا ہے یہاں؟ غم ہی غم تمہارے بعد

کبھی تو آ کے بھی دیکھو ہماری کلفت کو
فگار سینہ ہے، آنکھیں ہیں نم تمہارے بعد

ہماری بزم میں ہوئی تھیں رونقیں تم سے
کوئی نہ ڈالے گا اس جا قدم تمہارے بعد

نہ جاؤ چھوڑ کر افضل کو اس جگہ تنہاء
نکل ہی جائے نہ اس کا بھی دم تمہارے بعد

مقدمہ

(از قلم: حضرت مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی مدظلہ)

محقق اعظم، مناظر اسلام، پاسبان ملت حنفیہ، وکیل احناف، عاشق حدیث رسول ﷺ اور ترجمان اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ نابغہ روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی، عملی اور تحقیقی صفات سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ بیک وقت ایک مستند عالم دین، بہترین خطیب اسلام اور ایک کامیاب مناظر تھے۔ فن مناظرہ میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عصر حاضر میں جتنے باطل مذاہب اور گمراہ فرقے ہیں۔ تقریباً ان سب سے آپ نے مناظرے کئے اور ہر میدان میں فتح اور کامرانی نے آپ کے قدم چومے۔ آپ نے پوری زندگی مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی آبیاری کی اور اہل السنۃ کے عقائد اور اعمال کو کتاب وسنت اور عقلی ونقلی دلائل سے مبرہن فرمایا اور اہل السنۃ کی راہ سے ہٹنے والے تمام فرق باطلہ کو راہ راست پر لانے کے لئے سر توڑ محنت فرمائی۔ نامعلوم کتنے لوگ ہیں جو آپ کی پر خلوص محنت سے باطل فرقوں کو چھوڑ کر اہل السنۃ کے زمرہ میں داخل ہوئے اور بے شمار علماء دین نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کر کے فن مناظرہ میں مہارت حاصل کی۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک منٹ دین اسلام کی خدمت میں صرف ہوا۔ آپ نے علماء کی ایک کھیپ تیار کی جنہوں نے ان کے مشن کو جاری وساری رکھا ہوا ہے۔ بلکہ دن رات ترقی کے منازل طے کرتا جا رہا ہے اور یہ ان کے مشن کی حقانیت کی زبردست

دلیل ہے۔ باطل پرستوں کے بڑے بڑے مناظر آپ کے سامنے ثابت قدم نہ رہ سکے، بلکہ حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کے وزنی اور جاندار دلائل کے سامنے انہیں منہ کی کھانی پڑی۔

مولانا کے مجملہ مناظروں میں سے ایک مناظرہ وہ ہے جو انہوں نے مماتیوں کے بہت بڑے وکیل، احمد سعید چتروڑی سے کوٹلہ شیر محمد (نزد فاضل پور ضلع ڈیرہ غازیخان) میں کیا۔ اس مناظرہ کا پورا حال آپ مناظرہ پڑھ کر معلوم کر لیں گے۔ البتہ چند چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ جتنے باطل پرست ہیں، ان کے عوام وخواص کی یہ عادت ہے کہ جب کبھی ان کا اہل حق سے مناظرہ ہوتا ہے تو وہ اپنے مناظرہ کے بیان میں جزاک اللہ، ماشاء اللہ اور شاباش وغیرہ کہہ کر اپنے مناظر کی خوب حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور جب اہل حق کا مناظر بولتا ہے تو بے جا شور مچا کر اہل حق کے مناظر کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ جب کہ اہل حق کے عوام وخواص خاموشی سے دونوں کی باتیں سنتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی حرکات شکست خوردہ لوگوں کی پہچان ہے اور یہی کچھ چتروڑی کے حواریوں نے اس مناظر میں بھی کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ چتروڑی نے پورے مناظرے میں اپنا عقیدہ نہ تو لکھ کر دیا اور نہ ہی کھل کر بیان کیا بلکہ سارا زور اہل حق کے عقیدہ کو رد کرنے میں صرف کیا۔ باقی رہا یہ سوال کہ ان لوگوں کا عقیدہ کیا ہے؟ درحقیقت وہ اتنا گندا ہے کہ اس کو ظاہر کرنے سے یہ شرماتے ہیں۔ اسی لئے کسی مناظر میں بھی یہ اپنا عقیدہ صاف صاف لکھ کر دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بندہ عاجز نے ان کا جو عقیدہ ان کی کتابوں میں پڑھا ہے وہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی جب وفات ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح اقدس کو جسد اطہر سے نکال کر جنت میں اس دنیاوی جسد کے متشابہ اور متشاکل ایک اور جسم تیار کیا جو مشک، عنبر، کافور اور نور سے تیار کیا گیا اور آپ کی روح کو اس نئے جسم میں داخل کیا گیا اور آپ اس دوسرے جسم کے ساتھ جنت میں زندہ ہیں۔ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ باقی رہا آپ ﷺ کا دنیا والا اصلی جسد تو وہ ہر قسم کی حیات سے محروم ہے۔ روح کا آپ کے جسد اطہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا جسد اطہر قبر شریف میں پتھر اور کھجور کے خشک تنا کی طرح بے حس وبے جان پڑا ہوا ہے۔ جیسا کہ چتروڑی کے بیان سے بھی اس مناظرہ میں ظاہر ہے۔ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر کو حیات اور جنت کی ہر نعمت سے محروم سمجھتے ہیں اور ان حضرات کا یہ عقیدہ ان کے شیخ محمد حسین نیلوی کی کتاب ندائے حق جدید وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ ان حضرات کا یہ عقیدہ قرآن تو کجا دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ جب یہ عقیدہ دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہے تو کیسے بیان کریں اور کیسے لکھ کر دیں تو یہ اپنی خیر اسی میں سمجھتے ہیں کہ اپنے عقیدہ کو چھپائے رکھیں، گول مول اور مجمل باتیں کہہ کر گزارا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی روح اقدس بعد از وفات اپنے مقام پر ہے جسے آپ جنت بھی کہہ سکتے ہیں اور اعلیٰ علیین بھی کہہ سکتے ہیں اور رفیق اعلیٰ بھی کہہ سکتے ہیں اور آپ ﷺ کی روح اقدس کا قبر میں موجود جسد اطہر سے ایک ایسا تعلق ہے جس کا کنہ اور کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور نہ ہی ہم اس کے جاننے کے مکلف ہیں اور اس تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ کو قبر شریف میں ایک خاص قسم کی امتیازی حیات حاصل ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ جنت کی ہر

نعمت سے فائز المرام ہیں۔ ہمارے اکابر جو یہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حیات قبر حیات دنیوی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حیات آپ ﷺ کو دنیا والے جسد کے ساتھ حاصل ہے۔ باقی علامہ چتروڑی نے آپ ﷺ کی حیات دنیوی کو تریسٹھ سال کہہ کر حیات قبر کے انکار پر استدلال کیا ہے تو اس کو مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ نے یوں باطل کیا ہے کہ چتروڑی بتائے کہ کس عالم دین نے، کس مفسر و محدث نے، کس فقیہ و متکلم نے اس عدم حیات قبر پر استدلال کیا ہے؟ علامہ چتروڑی جواب دینے سے عاجز رہا اور کسی ایک کا نام پیش نہ کر سکا اور علامہ چتروڑی کا یہ استدلال بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ یہ تریسٹھ سال تو آپ کی حیات دنیوی ہے اور وفات کے بعد آپ ﷺ کی حیات برزخی کا دور شروع ہو گیا ہے۔ کیونکہ موت سے لے کر قیامت تک کے زمانہ کو برزخ کہتے ہیں تو حیات دنیوی اور چیز ہے، حیات برزخی اور چیز ہے، حیات آخرت اور چیز ہوگی۔ لہٰذا مختلف ادوار کی حیات کو ملا کر ایک کہنا چتروڑیوں کا علامہ تو کر سکتا ہے لیکن کوئی اور اہل علم ایسا نہیں کر سکتا۔ باقی مماتی مناظر کا یہ کہنا کہ قبر عالم دنیا کی چیز ہے۔ لیکن مماتیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ بے شک قبر تو عالم دنیا میں ہے، لیکن قبر میں جو شخص مدفون ہے وہ تو عالم برزخ میں ہے۔ اگر چہ ہمیں نظر بھی آ رہا ہے جیسے اپنی چارپائی پر سوتا ہوا شخص جب عالم خواب میں چلا جاتا ہے تو بے شک اس کی چارپائی اور اس کا بستر عالم دنیا کی چیزیں ہیں۔ لیکن بستر پر سونے والا عالم خواب میں ہے۔ اگر چہ ہمیں نظر بھی آ رہا ہے۔ اسی طرح قبر میں موجود ہونے والا شخص عالم برزخ کی چیز ہے۔ چونکہ وہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ لہٰذا ہم اسے عالم دنیا کی چیز سمجھنے لگیں تو یہ بہت بڑی حماقت اور نادانی ہوگی۔ اس حقیقت کو خوب ذہن نشین فرمالیں کہ وفات پانے والا ہر شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے۔ خواہ وہ چارپائی پر پڑا ہو یا لوگوں کے کندھوں پر ہو یا قبر میں ہو یا جہاں بھی ہو وہ برزخ میں ہے۔ چنانچہ "المهند على المفند" یعنی عقائد علماء دیوبند میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر دنیا کی سی ہے اور بایں معنی برزخی بھی ہے کہ آپ ﷺ برزخ میں ہیں۔

خیر اہل علم اس مناظرہ کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں گے کہ اس مناظرہ میں حضرت اوکاڑوی کا پلہ بھاری رہا اور بہت سی باتوں میں علامہ چتروڑی لاجواب ہو گئے۔ لیکن مناظرہ کے اختتام پر علامہ چتروڑی نے تین آیتیں پڑھیں جن کا جواب حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے دینا تھا، لیکن زبردستی مناظرہ ختم کرا دیا گیا۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کو جواب دینے کا موقع نہ دیا گیا۔ یہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا گیا۔ لہٰذا بندہ عاجز ان ہر سہ آیات کا مطلب عرض کر دیتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان آیات کا عقیدہ حیات قبر سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

ا...... "الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الاخرى الى اجل مسمى ان في ذلك لايات لقوم يتفكرون"

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو یعنی روح اور جسد کے مجموعہ کو بوقت موت اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور بوقت نوم بھی اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے اور جسم روح سے جدا ہو جاتا ہے تو دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں آ جاتے ہیں اور جو شخص بوقت نوم (نیند) اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں آیا تھا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے قبضہ سے رہا کر کے دوبارہ عالم دنیا میں بھیج دیتے ہیں اور جو شخص موت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں لیا تھا اس کو اسی عالم قبر و برزخ میں روک کے رکھتے ہیں۔ دوبارہ عالم دنیا میں واپس

نہیں آنے دیتے۔ "الا بخرق العادۃ" اب دیکھئے آیت یہ بتلاتی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ مرجائے وہ دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آتا اور اس مطلب کی تائید دوسری آیات سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن علامہ چتروڑی نے قرآن کی آیت کی تحریف کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ روح ایک دفعہ جب جسم سے نکل جاتی ہے تو وہ جسم کی طرف واپس نہیں آتی اور چتروڑی کے بیان کردہ مطلب کی یوں بھی تغلیط ہوتی ہے کہ آج تک اس آیت سے کسی مفسر قرآن نے عدم حیات قبر پر استدلال نہیں کیا بلکہ یہ استدلال چودھویں صدی کے اواخر کی پیداوار ہے اور ظاہر ہے کہ یقیناً یہ استدلال باطل ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ آیت تو صرف اتنا بتاتی ہے کہ آدمی مرجانے کے بعد دوبارہ عالم دنیا میں واپس نہیں آتا اور اس آیت کو حیات قبر اور عدم حیات قبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لیکن اگر چتروڑی برادری بضد ہے کہ نہیں اس آیت سے تو ثابت ہوتا ہے کہ روح مرنے کے بعد جسم میں واپس نہیں آتی تو برسبیل تنزل اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوجائے گا کہ روح پر موت کا فیصلہ ہوتا ہے اور روح مر جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں: "فیمسک التی قضی علیها الموت" جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بند کرلیتا ہے اس کو جس پر موت کا فیصلہ کیا۔ پس اگر روح بند ہوگئی اور جسم کی طرف واپس نہیں آئی تو موت کا فیصلہ بھی اس پر ہوا۔ پس جب روح مرجائے گی تو ان کے مذہب کی پوری عمارت گر کر دھڑام ہوجائے گی۔ کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ روح زندہ ہے۔ جنت میں ہے۔ علیین میں ہے۔ اعلیٰ علیین میں ہے۔ آسمانوں میں ہے۔ رفیق اعلیٰ میں ہے۔ وغیرہ وغیرہ! اور اس کو اور جسم مل گیا ہے اور اس دوسرے جسم کے ساتھ کھاتی ہے پیتی ہے جنت کی سیر و سیاحت کرتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ! پس جب ان کے تشریح کردہ مطلب کے مطابق روح مرگئی تو وہ کیسے زندہ ہے؟ کیسے کھاتی پیتی ہے، کیسے سیر و سیاحت کرتی ہے؟ اور اگر مماتی لوگ کہیں کہ بے شک روح پر موت کا فیصلہ تو ہوگیا لیکن موت کے بعد اسے دوبارہ زندہ کیا گیا تو میں عرض کروں گا کہ اگر جسد بھی موت پاجانے کے بعد دوبارہ زندہ کردیا جائے تو کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا اور قرآن پاک کی وہ کون سی آیت ہے جو یہ بتاتی ہے کہ جسد دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتا اور اگر روح دوبارہ زندہ کردی جائے تو وہ آیت خاموش ہوجاتی ہے۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر ہمارے سوال کا جواب دیا جائے۔

۲...... "ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون"

یہ آیت بھی علامہ چتروڑی نے پڑھی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی اس آیت کو عدم حیات قبر سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ سب سے بڑا گمراہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو پکارتا ہے اور جس کو پکارتا ہے وہ اس کی مرادوں کو پورا نہیں کرسکتے۔ اگرچہ قریب ہونے کی وجہ سے اس کی بات کو سن بھی لیں لیکن مرادیں پوری نہیں کرسکتے تو اس آیت میں منع کیا گیا ہے کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ کیونکہ ان کے پکارنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہماری فریادرسی نہیں کرسکتے۔ پس اس آیت پر ہمارا ایمان ہے اور ہم غیر اللہ کی پکار کو حرام سمجھتے ہیں اور اگر کوئی غیر اللہ کو مختار کل سمجھ کر پکارے تو یہ شرک ہے۔ واضح رہے کہ غیر اللہ کی پکار اور چیز ہے اور غیر اللہ کو خطاب کرنا اور بات ہے۔ غیر اللہ کی پکار شرک ہے اور مسلمان کو خطاب کرکے السلام علیکم کہنا خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ یہ اس کا حق ہے اور ہمارے اکابر زندہ اور مردہ مسلمان کو السلام علیکم کہہ کر خطاب کرتے ہیں نہ کہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ پس اگر شیخ القرآن کہلوانے والا غیر اللہ کی پکار اور خطاب میں فرق نہ جانے اس میں ہمارا کیا قصور

ہے۔ نیز اس آیت کے ساتھ علامہ چتروڑی نے ’’اموات غیر احیاء‘‘ کا حصہ بھی پڑھا ہے۔ حالانکہ یہ اس آیت کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ دوسری آیت کا ٹکڑا ہے اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اور اللہ تعالیٰ کے سواء جن کو پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا ہوئے ہیں۔ مردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور انہیں کوئی شعور نہیں ہے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ (النحل:۲۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی پکار کی نفی فرمارہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سواء تم جن کو پکارتے ہو وہ خود کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز ہیں۔ ’’اموات غیر احیاء‘‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ معبودان باطلہ موت کا محل وقوع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرح ہمیشہ زندہ رہنے والے نہیں ہے۔ خواہ وہ موت پا چکے ہوں یا آئندہ موت پانے والے ہوں، سب کے سب ’’اموات غیر احیاء‘‘ میں داخل ہیں۔ مثلاً فرشتے زندہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ شیاطین زندہ ہیں۔ بعض جہلاء زندہ پیروں فقیروں کو پکارتے ہیں اور ارواح تو سب کی زندہ ہیں۔ لیکن یہ سب ’’اموات غیر احیاء‘‘ میں داخل ہیں۔ کیونکہ وہ سب موت کے لئے محل وقوع ہیں۔ لہٰذا ’’اموات غیر احیاء‘‘ سے سب کو مردہ کہہ کر ان کی ہر قسم کی حیات کی نفی کر دینا قرآن کے بھی خلاف ہے۔ بداہت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ غیر اللہ، موت کے لئے محل وقوع ہیں اور ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا نہ تو وہ معبود بن سکتے ہیں نہ ہی پکار کے لائق ہیں۔ اگر مماتی برادری پھر بھی بضد ہے تو میں کہوں گا کہ ارواح بھی اس آیت میں داخل ہیں یا نہ۔ اگر داخل نہیں تو کیسے اور اگر داخل ہیں اور یقیناً داخل ہیں تو روحیں بھی ’’اموات غیر احیاء‘‘ ٹھہریں گی۔ جس سے آپ کے عقیدے کا ستیاناس ہو جائے گا اور یہ بھی واضح رہے کہ اس آیت میں بھی غیر اللہ کی پکار کی نفی ہے نہ کہ خطاب میت کی۔ خطاب میت کی تعلیم تو اللہ کے پیغمبر نے دی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: ’’کان رسول اللہ ﷺ یعلمهم اذا خرجوا الی المقابر السلام علیکم اهل الدیار من المومنین و المسلمین و انا ان شاء اللہ بکم للاحقون نسال اللہ لنا و لکم العافیة‘‘ (رواہ مسلم، مشکوۃ شریف ص ۱۵۴)

۳:...... ’’لا یستجیبون لهم بشیء الا کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاه و ماهو ببالغه و ما دعاء الکفرین الا فی ضلل‘‘

علامہ چتروڑی نے مناظرہ میں یہ آیت بھی پڑھی تھی۔ حالانکہ اس آیت سے مماتیوں کے عقیدے کی کوئی جز بھی ثابت نہیں ہوتی۔ اس آیت میں تو یہ بتایا گیا ہے جو لوگ غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پانی کے کنویں پر جا کر کہے: آ پانی میرے منہ میں آ جا۔ اگر قیامت تک یہی رٹ لگائے جائے تو پانی اس کے منہ میں نہیں آئے گا۔ اسی طرح جو لوگ غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں ان کی بھی کوئی مراد غیر اللہ سے پوری نہ ہوگی۔ اس آیت میں بھی غیر اللہ کے پکار کی نفی کی گئی ہے اور اس کا غیر مفید ہونا ثابت کیا گیا۔ اس پر ہمارا اور ہمارے اکابر کا ایمان ہے۔ ہمارے اکابر تو خطاب کے قائل ہیں، جس کی تعلیم خود اللہ کے نبی ﷺ نے دی ہے۔

بندہ عاجز آخر میں اہل علم کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مماتی حضرات عذاب قبر و برزخ کے بارے میں جو نظریہ رکھتے ہیں نہ تو وہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی حدیث سے۔ نہ متکلمین اسلام سے نہ ہی دنیا کی کسی کتاب سے۔ صرف اور صرف ان لوگوں کا خانہ زاد ہے۔ بشرطیکہ پہلے صاف صاف لفظوں میں اپنا عقیدہ لکھیں۔ پھر اس کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ ’’لا یمکنهم الی یوم القیامة‘‘

چند حسین یادیں

(حضرت مولانا محمد مسعود از ہر صاحب مدظلہ)

یادوں کا ہجوم میری راہ انتخاب میں سینہ تانے کھڑا ہے۔ کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں؟ کوئی واقعہ بھی پردہ نشینی کے قابل نہیں ہے۔ ان کے ساتھ بیتا ہوا ہر لمحہ اس قابل ہے کہ اسے لکھا جائے، سنایا جائے اور علمی توشے کے طور پر یاد رکھا جائے، وہ پڑھاتے تھے، میں سنتا تھا۔ یہ منظر کبھی نہیں بھلایا جاسکے گا۔ گھنٹوں کا طویل سبق، مگر اکتاہٹ نام کی کوئی چیز قریب نہیں پھٹک سکتی تھی۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا پاکیزہ علمی ماحول، دارالحدیث کی پرشکوہ مسند اور بابرکت فضاء یہ منظر بار بار نصیب ہوا اور ہر بار سبق کے ساتھ استاد بھی دل میں اترتا گیا۔ قرب اور تعلق بڑھا۔ فاصلے کم ہوئے تو نجی مجالس نصیب ہوگئیں۔ یہ مجالس بھی ذاتیات سے پاک خالص علمی ہوتی تھیں۔ استاذ کی بے نفسی، تعلق مع اللہ، علمی شغف، عبقری ذہانت، بلا کا حافظہ، شاہین جیسی پکڑ، زمین جیسی تواضع، پہاڑوں جیسی مضبوطی، آسمانوں جیسی بلند ہمتی اور اسلاف کے ساتھ مجنون جیسی محبت دیکھی تو دل خدمت کے لئے ترسنے لگا۔ مگر یہاں ذاتی مسائل تھے ہی نہیں، خود اٹھ کر پانی پینے اور ایک ایک کا اکرام کرنے والے کو بس دینی خدمات کی حرص تھی۔ جب بھی خدمت کے لئے درخواست کی، کوئی رسالہ یا کتاب چھپوانے کے لئے مل گئی۔ اس شان استغناء کو دیکھ کر محبت میں ترقی ہوئی اور طویل مجالس کا شرف ملنے لگا۔ ان کی مجلس سدا بہار تھی۔ ہر مجلس میں نیا جوہر کھلا۔ پہلے انہیں صرف غیر مقلدیت کا معالج سمجھا تھا، چند مجالس کے بعد انجیل برنباس کا مقدمہ مل گیا۔ تب معلوم ہوا کہ تثلیث کے پجاری اور صلیب کے مجاور بھی اس شاہین کی زد میں ہیں۔ تعلق بڑھا تو ذاتی کاپیوں، مسودوں اور تحریروں تک رسائی ہوئی۔ معلوم ہوا کہ شرک و بدعت کے خلاف بے بہا ذخائر جمع ہیں۔ پرویزیت کی کاٹ کے لئے اسلحہ کا انبار موجود ہے۔ قادیانیت کے ناسور کے لئے تیز دھار نشر انبار کی صورت موجود ہیں۔ لیکن یہ سارا قیمتی اثاثہ بوسیدہ کاپیوں میں چمک رہا ہے یا لکھنے والے کے دل میں مہک رہا ہے۔ یہ سب کچھ کون چھپواتا؟ پشت پر کوئی تنظیم نہیں تھی۔ مریدوں کی فوج ظفر موج ناپید تھی۔ قدردان بے حس تھے اور بے قدروں کی کمی نہیں تھی۔ ادھر استاذ محترم ہیں۔ تواضع اور خاک نشینی، خود کو نمایاں نہ کرنے کا شوق بلکہ ولولہ اور تصنع سے پاکی حد درجہ تھی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک باعمل خلیفہ نے انہیں اجازت بیعت دی۔ مگر وہ چھپا گئے، حالانکہ زمانہ ترقی کر گیا۔ اب تو زبردستی خلافتیں لی جاتی ہیں۔ ملنے سے پہلے ان کی تشہیر ہوتی ہے اور پھر اپنے فضائل سنا کر مریدوں کی تعداد بنائی جاتی ہے، بڑھائی جاتی ہے۔ لیکن یہ ولی کامل بے نفس رہا۔ اصلاح نفس کے عمل کو اس نے نفس پروری کا ذریعہ اور آئندہ سات نسلوں کے شکم پروری کا راستہ نہیں بنایا۔ دنیا سے بے رغبتی کا سبق سکھایا بھی اور اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ ان کی یہ ادائیں عجیب تر تھیں۔ وہ میدان علم کے شہسوار تھے، مگر انکا گھوڑا دنیا کی طرف نہیں بلکہ آخرت کی سمت دوڑتا رہا۔ وہ بے مثال مناظر تھے۔ مگر اس آن بان اور شان والے منصب نے ان کے لباس تک میں کوئی تبدیلی نہیں لائی۔ یعنی لوگوں کی داد اور واہ واہ ان پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ میں نے انہیں کئی بار اہل علم کی مجلس میں دیکھا مگر وہ اپنے حال میں مست رہے۔ کراچی کا پرتعیش ماحول، جنوبی افریقہ کے ٹھاٹھ باٹھ، سعودی عرب کی پرتنعم سرزمین، ان کی سادگی کو قتل نہ کر سکی۔ علم ان کی شان تھا اور وہ خود علم کی شان بنے رہے۔ کراچی کے اکابر علماء کی مجالس میں وہ دلہا ہوا کرتے تھے۔ وہ مسائل جن پر لوہے کے سوالیہ

نشان لنگر انداز ہو جاتے تھے، ان کے بارے میں جب وہ حوالہ پیش کرتے تو حضرت مفتی احمد الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ جیسے امام اہل السنۃ جھوم اٹھتے اور عش عش کرتے نہ تھکتے۔ تدریس کے سمندر میں عمر بھر غواصی کرنے والے کئی حضرات کو بے ساختہ یہ کہتے سنا: ''جہاں تک ان کی نگاہ پہنچتی ہے وہاں تک ہم پوری زندگی نہیں پہنچ سکتے۔'' مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے۔ مدینہ منورہ کی بابرکت فضائیں، ٹھنڈا موسم اور حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ کا گھر، تراویح کے بعد سے لے کر سحری تک مجلس جمی رہی۔ بیسیوں کتابوں کے مصنف مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ سراپا گوش بنے۔ توجہ، محبت، شوق اور انہماک سے سنتے رہے۔ آپ ساری رات اپنے اہم مناظروں کے واقعات سناتے رہے۔ سحری کا وقت ہو گیا۔ مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ نے تاسف سے فرمایا: ''اللہ کرے پھر ایسی ملاقات نصیب ہوتا کہ ہم مزید استفادہ کر سکیں۔'' اتنے بڑے شخص کی شہادت کسی اور کو ملتی تو ہر مجلس میں اس کا فخریہ تذکرہ ہوتا۔ لیکن آپ ان باتوں سے بلند تھے۔ آپ پر ایک دھن سوار تھی اور آپ نے خود کو اس کی خاطر مٹا دیا تھا۔ آپ گھنٹوں مطالعہ کرتے تھے اور ایک ایک شخص کو سمجھانے کے لئے گھنٹوں پر مغز بیان کرتے تھے۔ لیکن کبھی آپ کی زبان سے تھکاوٹ کا شکوہ میں نے نہیں سنا۔ آپ کئی کئی دن کی محنت سے کتابوں پر علمی اور تنقیدی نشانات لگاتے تھے اور پھر کسی کے مانگنے پر فوراً وہ کتاب اس کے حوالے کر دیتے تھے۔ میری آنکھوں کے سامنے آپ نے اس وقت کے کئی مشاہیر کو انجیل اور دوسری کتابوں پر نشانات لگا کر دیئے۔ یہ نشانات کسی بڑی تصنیف سے کم نہیں ہوتے۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود آپ کی زبان سے ''میں'' نہیں سنا گیا۔ علم کی بلندیوں پر محو پرواز، اتنا مٹا ہوا شخص خال خال ہی نظر آتا ہے۔ آخری زمانے میں اپنے تمام تر بخل کے باوجود لوگوں نے یہ بات تسلیم کر لی تھی کہ ان جیسا مضبوط مناظر شاید کوئی اور ہو اور ہر جگہ آپ ہی کو آخری دوائی کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر آپ اپنی سادگی، فقر اور استغناء سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوئے۔ آپ کو اپنے مشن سے عشق تھا اور آپ کبھی اس کی ترویج اور استحکام سے غافل نہیں ہوئے۔ میں نے جموں کی ایک جیل سے کسی طرح انہیں خط لکھا اور جیلوں میں غیر مقلد حضرات کی بڑھتی ہوئی شورش سے آگاہ کیا۔ انہوں نے فوراً کچھ کتابیں بھجوائیں۔ جیل میں کتابیں پہنچتے ہی حالات بدلنے لگے اور شورش امن میں تبدیل ہو گئی۔ لوگ مولانا کو فرقہ پرست سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ فرقہ پرستی کا توڑ تھے اور ان کا حملہ اس قدر سخت ہوتا تھا کہ فرقہ وارانہ شورش برپا کرنے والے فوراً ہتھیار ڈال کر الامان الامان کی صدائیں لگاتے تھے۔ آپ کی زبان اور قلم میں جو سختی یا ترشی آتی تھی وہ ردعمل ہوتا تھا۔ جی ہاں! اس طوفان بدتمیزی کا ردعمل، جس نے برصغیر کے پرسکون ماحول کو نفرت کی آگ میں جھلسا دیا ہے۔

مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا تقابلی مطالعہ

(مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ)

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کے یادگار مناظروں میں ایک مناظرہ وہ ہے جو انہوں نے مماتیوں کے قائد علامہ احمد سعید خان چتروڑگڑھی سے کیا۔ اوکاڑوی صاحب کا دعویٰ تھا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ قبر میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے بالمقابل خان صاحب اوّلاً اپنا دعویٰ پیش کرنے سے انکاری رہے۔ لیکن دوران مناظرہ انہوں نے کہا: کوئی نبی موت کے بعد اس دنیاوالی قبر کے اندر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ نہیں۔ یہ مناظرہ ملک کے طول وعرض میں بہت مقبول ہوا، بلکہ اس کی کیسٹیں بیرون ممالک بھی

پہنچیں۔ بندہ نے یہ مناظرہ کیسٹ کے ذریعہ سنا اور کتاب میں پڑھا۔ مناظرہ سننے اور پڑھنے کے بعد جو تاثرات ذہن میں نقش ہوئے ہیں، انہیں کاغذ پر منتقل کر کے قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اوکاڑوی دلائل کے امتیازات

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل، دعویٰ پر صریح تھے۔ یعنی ان کا دعویٰ، دلائل سے صراحۃً ثابت ہوتا تھا۔ ان کے دلائل میں ایک دلیل ذیل کی حدیث نبوی ہے۔ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

اس حدیث میں انبیاء کی تصریح ہے، قبر کا لفظ ہے اور زندہ ہونے کی صراحت ہے، بلکہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا امتیازی پہلو بھی مذکور ہے کہ وہ قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

اس کے بالمقابل خان صاحب کے مزعومہ دلائل صریح نہ تھے۔ مثلاً: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا... ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ... لایستجیبون لھم بشی الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ''

ان تینوں آیات میں نہ نبی کا لفظ ہے نہ قبر کی بات ہے اور نہ قبروں میں انبیاء علیہم السلام کے مردہ ہونے کا ذکر ہے اور نہ ہی خان صاحب ان آیات کا من پسند مطلب کسی مفسر کی زبانی بیان کر سکے۔

☆...... اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل دعویٰ کے مطابق تھے۔ مثلاً انہوں نے مسلم شریف سے حدیث پیش کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ'' میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ کی قبر سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۸)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا حیات کی دلیل ہے اور نماز پڑھنا چونکہ قبر میں تھا، اس لئے قبر کی حیات ثابت ہوئی۔ جب کہ خان صاحب کے دلائل دعویٰ کے مطابق نہ تھے۔ مماتیوں کا دعویٰ قبروں میں ممات کا ہے۔ مگر خان صاحب دنیا والی موت پر حوالے پیش کرتے رہے۔ مثلاً وحی منقطع ہو چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال ہے۔ وغیرہ! حالانکہ محل نزاع نہ دنیا کی موت ہے اور نہ ہی جنت کی زندگی، اختلاف تو قبر کی حیات یا ممات میں ہے۔

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دعویٰ پر پہلی حدیث کا متواتر ہونا نقل کیا۔ مگر خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کا متواتر ہونا محدثین سے نقل نہیں کر سکے۔

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دلیل درج ذیل حدیث ذکر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں، میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' پھر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے راویوں کا ثقہ ہونا، علامہ مناوی، نووی، ابن کثیر، سخاوی، شبیر احمد عثانی اور انور شاہ کشمیری بلکہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کے حوالے سے اس حدیث کا صحیح ہونا نقل کیا ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ نواب صاحب کے علاوہ بہت سے آل غیر مقلدیت اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً زبیر علی زئی صاحب نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔ (تخریج ریاض الصالحین حدیث ۱۴۰۲)

صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں: ''محدثین کے نزدیک رد روح والی حدیث حسن درجے کی یعنی قابل قبول ہے۔''　(شرح ریاض الصالحین ج ۲ ص ۳۱۵)

حاصل یہ کہ اوکاڑوی صاحب نے حدیث ذکر کر کے اس کا صحیح ہونا محدثین سے نقل کیا۔ لیکن خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کی صحت محدثین کے حوالوں سے ثابت نہ کر سکے، بلکہ بعض مقامات پر حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے سند کی صحت کا مطالبہ بھی کیا۔ مثلاً: ''انقطع الوحی'' وحی منقطع ہو چکی۔ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ سب سے پہلے میرا دنیا سے چلا جانا، مگر مطالبہ کے باوجود صحیح سند پیش کرنے سے عاجز رہے۔ بلکہ اکثر روایات کا ماخذ تک ذکر نہیں کیا۔ چہ جائیکہ ان کا صحیح ہونا محدثین سے ثابت کرتے۔

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دعویٰ پر قرآن وحدیث پیش کرنے کے ساتھ ساتھ صاحب نظم المتناثر، علامہ سیوطی اور امام بیہقی وغیرہ حضرات محدثین کے حوالے بھی ذکر کئے۔ مگر خان صاحب ایسا نہیں کر سکے۔ شاید اس لئے کہ انہیں اپنا حامی مماتی محدث مل ہی نہیں سکا۔

اوکاڑوی گرفت اور چتروڑی بے بسیاں

☆...... جناب علامہ احمد سعید خان صاحب کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔ ارواح کا جسموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بات ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ مناظرہ میں کوئی ایک صحیح دلیل پیش نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے دوران مناظرہ انہیں متعدد بار للکارا بھی ہے کہ آپ ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث رکھنے کے مدعی ہیں۔ وہ کہاں ہیں لاؤ۔ اگر ستر نہیں صرف ایک آیت پیش کر دو اور اٹھارہ سو احادیث میں سے سترہ سو ننانوے آپ کو معاف ہیں۔ آپ ایک اور صرف ایک حدیث ایسی پیش کر دیں جس کا یہ مضمون ہو کہ نبی کریم ﷺ یا انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ، کھجور کے تنے اور کنکریوں کی طرح بے جان ہیں اور قبر پر پڑھا جانے والا درود وسلام نہیں سنتے۔ مگر برانگیختہ کرنے اور للکارنے کے باوجود ایک حدیث بھی پیش کرنے سے عاجز رہے۔

☆...... خان صاحب نے اپنے مدعا پر ''لو کان موسیٰ حیاً'' روایت پیش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر (سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اتباع کرتے۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے خان صاحب سے مطالبہ کیا کہ اس روایت کی صحت ثابت کرو۔ مگر وہ اسے صحیح ثابت کرنے سے قاصر ہے۔

تنبیہ: کسی دور میں آل غیر مقلدیت اس روایت کو تقلید کی تردید میں پیش کیا کرتے تھے۔ مگر دور حاضر کے غیر مقلدوں نے اسے ضعیف تسلیم کر لیا ہے۔　(مقالات الحدیث ص ۱۰۵)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد مماتی اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: ''اس روایت کی سند کا مدار مجالد بن سعید بن عمیر الہمدانی الکوفی پر ہے۔ مجالد کے بارے میں حافظ ہیثمی نے کہا: ''وضعفه الجمهور'' اور جمہور (محدثین) نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''　(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۱۶)

خلاصہ یہ کہ یہ روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ ضعیف ہی ہے۔ (اضواء المصابیح ج ۱ ص ۲۳۸، حدیث نمبر ۱۷۷)

☆...... خان صاحب نے کہا چونکہ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے۔ اس لئے قبر میں زندہ نہیں۔ ورنہ آپ کی عمر تریسٹھ سال سے زیادہ مانی جائے گی۔ اوکاڑوی صاحب نے فرمایا آپ کسی مفسر یا محدث کا قول پیش کرو جس نے تریسٹھ سال والی بات کو مدار بنا کر قبر کی حیات کا انکار کیا ہو، مگر خان صاحب یہ مطالبہ پورا نہ کر سکے۔

☆...... خان صاحب نے مؤطا امام مالک کے حوالے سے حدیث پیش کی۔ ''ترکت فیکم الامرین، اولھما کتاب اللہ'' میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان دو میں پہلی اللہ کی کتاب ہے۔

اوکاڑوی صاحب نے فرمایا: ''اولھما'' کے الفاظ مؤطا مالک میں نہیں۔ خان صاحب نے کہا یہ الفاظ اس میں ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے مطالبہ کیا کتاب پیش کرو۔ لیکن نہ وہ کتاب پیش کر سکے اور نہ وہ لفظ مؤطا مالک سے ثابت کر سکے۔

اوکاڑوی دلائل اور چتروڑی دفاع

مناظرہ میں ہر فریق اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور مخالف دلائل کا جواب دیتا ہے۔ علامہ احمد سعید خان صاحب اپنے دعویٰ پر کوئی صحیح اور صریح دلیل دینے سے تو یقیناً عاجز رہے ہیں، مگر افسوس کہ وہ مولانا امین اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا کوئی صحیح جواب بھی نہیں دے سکے، بلکہ متعدد دلائل کا تو سرے سے جواب بھی نہیں دیا۔

۱...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دلیل: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھا کرتے ہیں، پیش کی ہے۔ خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا قبر میں نماز پڑھنا۔ ''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' اپنے رب کی عبادت کرو۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے، کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس آیت میں موت تک عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ آیت وحدیث میں کوئی تضاد نہیں۔ آیت میں تکلیفی عبادت کا ذکر ہے جب کہ حدیث میں غیر تکلیفی عبادت کے طور پر نماز پڑھنے کا تذکرہ ہے۔ تفصیل آگے ''نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق'' عنوان کے تحت آ رہی ہے۔

۲...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید دلیل ذکر کی۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مسلم شریف)

خان صاحب نے اسے آپ ﷺ کا معجزہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ ﷺ کا انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھ لینا تو معجزہ ہے، مگر ان کا نماز پڑھنا معجزہ نہیں بلکہ حیات قبر کی دلیل ہے۔ جیسے مکہ میں بیٹھے بیت المقدس کو دیکھ لینا معجزہ نبوی ہے۔ لیکن زمین پر بیت المقدس کا وجود معجزہ نہیں، وہ تو آپ کی ولادت سے پہلے ہی زمین پر تھا۔ خان صاحب جواب الجواب سے عاجز ہو کر رہ گئے۔

۳...... اوکاڑوی صاحب کے دلائل میں ایک دلیل یہ حدیث ہے: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

بطور نمونہ ہم نے تین دلیلیں ذکر کر دی ہیں، مزید دلائل اصل مناظرہ میں پڑھ لیں۔ یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ خان صاحب نے بعض دلائل کا صحیح جواب نہیں دیا اور بعض کا بالکل ہی جواب نہیں دے پائے، نہ صحیح

اور نہ غیر صحیح۔ البتہ یہ کہہ کر رعب ڈالنے کی کوشش کی کہ جب میں بولوں گا تو یہ سب حدیثیں بھاگ جائیں گی..... مگر وہ مناظرہ کے آخر تک انہیں بھگا نہیں سکے اور نہ ہی حدیثوں کا بھگانا کسی کے بس میں ہے۔

علامہ احمد سعید خان صاحب کا دوہرا معیار

مناظرہ سننے اور پڑھنے سے ایک چیز یہ بھی معلوم ہوئی کہ علامہ احمد سعید خان صاحب ''دہرا معیار'' کے حامی رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ان کا معیار تحقیق بدلتا رہا ہے، چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پیش کی کہ جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ میری روح کو رد (متوجہ) فرما دیتے ہیں۔ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مسند احمد)

خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا: ''ایمان سے بتلائیں کہ اس میں کوئی قبر کا لفظ آیا ہے؟ انتھی!''

عرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک چونکہ قبر میں ہے تو رد روح بھی قبر میں ہی ہوتا ہے۔ بہر حال خان صاحب کے نزدیک یہ حدیث دلیل بننے کی صلاحیت اس لئے نہیں رکھتی کہ اس میں صراحۃً قبر کا لفظ نہیں، مگر حیرانی کی بات ہے کہ خود خان صاحب نے اپنے موقف پر بزعم خود جتنے دلائل دیئے ہیں، ان میں کسی ایک میں بھی قبر کا لفظ نہیں ہے۔ اگر کسی کو ہماری بات سے اختلاف ہے تو مناظرہ سے قبر کی صراحت کے ساتھ پیش کی گئی، خان صاحب کی دلیل نکال کر دکھائے۔

۲...... خان صاحب نے فرمایا: پہلے اپنے عقیدہ کو آیت سے جو نص قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو پیش کرو۔ انتھیٰ!

دوسروں سے ''قطعی الدلالت'' کا مطالبہ کیا مگر بزعم خود جو دلائل دیئے ان میں کوئی دلیل ایسی ذکر نہیں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں مردہ ہونے پر قطعی الدلالت ہو، نہ صرف یہ کہ قطعی الدلالت نہیں بلکہ ان سے اپنا مطلب زبردستی کشید کیا۔

۳...... خان صاحب اپنی کتاب ''دمدمۃ الجنود'' میں مخالف کے متعلق لکھتے ہیں: ''قرآنی آیات کو گھڑ گھڑ کر معنی پہنا کر من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور تفسیر کرتے ہیں۔'' (دمدمۃ الجنود ص ۱۸)

مگر مناظرہ میں خان صاحب نے قرآنی آیات کی من مانی تفسیر کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تائید میں کسی مفسر کا حوالہ باوجود مطالبہ کے پیش نہیں کر سکے۔

۴...... خان صاحب نے ایک روایت کے متعلق لکھا: اس میں ایک راوی ابو معاویہ ضریر ہے وہ بھی خیر سے غالی شیعہ ہے، جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہت سارے محدثین نے انکار کر دیا تھا۔ اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے۔ (دمدمۃ الجنود ص ۳۹)

دوسری طرف مناظرہ میں روایت پیش کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فیصلہ کتاب اللہ سے کرو، اگر مسئلہ اس میں نہ ہو تو حدیث کی طرف آؤ۔ (مفہوم)

حالانکہ اس روایت کی سند میں یہی دونوں راوی ابو معاویہ ضریر اور اعمش موجود ہیں جن کی بنیاد پر وہ مخالف کی دلیل کو دمدمۃ الجنود میں رد کر چکے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے مناظرہ میں ان کا تضاد...... دوہرا معیار ذکر کیا۔ مگر خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

نرالی تحقیق یا چترو ڑی تحقیق؟

علامہ احمد سعید خان صاحب کی تحقیقات کو ان کے بہت سے معتقدین نرالی اور معیاری سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت وہ ہے جو محمد الفضاد صاحب مماتی نے بیان کی ہے۔ وہ خان صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: ’’مولانا اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے نامور مبلغ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ لیکن بدنصیبی سے روز اول سے ہی پوری جماعت کا موضوع بن گئے۔ کہیں ان کی اخلاق سے گری گفتگو کی شکایت زیر لب ہوتی اور کہیں مجلس مقننہ کے فیصلوں کی خلف ورزی، کہیں ان کی نئی نئی تحقیقات کا تذکرہ ہوتا۔‘‘ (خس کم جہاں پاک ص ۹، مطبوعہ اشاعۃ التوحید والسنۃ، لالہ موسیٰ)

خان صاحب نے مناظرہ میں بھی نئی نئی تحقیقات کا مظاہرہ فرمایا، چند تحقیقات ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... اوکاڑوی صاحب نے ایک حدیث کا متواتر ہونا علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی نقل کیا تو خان صاحب نے فرمایا: سیوطی ناقل ہے، نقاد نہیں۔ انتہی!

حالانکہ اصول حدیث اور فن رجال سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نقاد محدثین میں ہوتا ہے، انہوں نے نقد/ جرح وتعدیل میں طبقات الحفاظ، ذیل طبقات الحفاظ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

۲...... عبادت کی دو قسمیں ہیں:

(الف) تکلیفی: جنہیں بندوں پر لازم کیا گیا جیسے نماز روزہ وغیرہ۔

(ب) غیر تکلیفی: وہ عبادات ہیں جن کے کرنے کا انسان کو مکلف نہیں بنایا گیا۔ جیسے جنتیوں کا جنت میں اللہ کی حمد وثناء کرنا۔ (فاطر: ۳۴، ۳۵)

اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کا قبروں میں نماز پڑھنا عبادت غیر تکلیفی کے قبیل سے ہے اور جو ’’واعبد ربک حتی یاتیک الیقین‘‘ میں موت تک عبادت کا حکم ہے وہ دنیا والی تکلیفی عبادت کا ذکر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تکلیفی عبادت تو ان کی موت پر ختم ہوگئی۔ البتہ قبروں میں نماز پڑھنا غیر تکلیفی موت کے بعد ہے۔

خان صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا: باقی عبادت تکلیفی اور عبادت تلذذیہ (غیر تکلیفی) ان کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں، اسلام میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ انتہی!

خان صاحب اگر ایسی تقسیم کے قائل نہیں ہیں تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت تک عبادت کا حکم دیا ہے۔ مگر جنتی جو جنت میں اللہ کی حمد وثناء کریں گے، کیا وہ عبادت موت کے بعد کی نہیں؟ اگر جنت والی عبادت ’’واعبد ربک حتی یاتیک الیقین‘‘ کے خلاف نہیں تو قبر میں انبیاء کرام علیہم السلام کا نماز پڑھنا بھی خلاف نہیں۔

۳...... سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے والی حدیث کا جواب دیتے ہوئے خان صاحب نے کہا: ثابت تو کرنا ہے کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔ یہ (اوکاڑوی صاحب) ثابت کر رہے ہیں، نماز پڑھنا۔ انتہی!

خان صاحب! کیا نماز پڑھنا زندگی کی دلیل نہیں؟ کیا یہ مردوں کا عمل ہے؟

۴...... خان صاحب نے یہ بھی فرمایا: اگر قبر میں نماز پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور یہ حیات کی دلیل بنی تو آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو تو نماز پڑھتے نہیں دیکھا وہ تو قبروں میں مردہ ہوئے۔ انتہی!

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ انتہائی بے جان سی بات ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کے قبروں میں نماز پڑھنے کی اس میں نفی نہیں ہے۔ جب کہ دوسری جگہ صراحۃً حدیث میں آیا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے یہ جواب دے کران کے قیاس/ بھدی تحقیق کورد کر دیا تھا، جس کا خان صاحب سے کوئی جواب نہ بن پایا تھا۔

حرف آخر: اب رہی یہ بات کہ مناظرہ میں کون جیتا، کون ہارا؟

یہ تو ہر شخص مناظرہ سن کر یا پڑھ کر جان سکتا ہے، ہم اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں سناتے۔ البتہ خان صاحب کا اعتراف نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ انہوں نے دوران مناظرہ متعدد بار اوکاڑوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا: آپ تو روایت کے بعد روایت اور حدیث کے بعد حدیث پڑھتے جا رہے ہیں۔ (۹/رمضان ۱۴۳۴ھ)

مناظرہ حیات الانبیاء ﷺ کا پس منظر

(از قلم: حضرت مولانا محمد نواز سیال مدظلہ، مدیر و شیخ الحدیث جامعہ قادریہ حنفیہ ملتان)

۱۹۷۸ء میں جب دارالعلوم کبیر والا میں بندہ مدرس ہوا، اس وقت کبیر والا کا علاقہ ایک مذموم عقیدے کی زد میں تھا، جس کا پرچار کرنے والا احمد سعید چتروڑگڑھی تھا، اس نے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ پر پڑھے جانے والے درودوسلام کے سماع کے انکار کے ساتھ ساتھ جملہ انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بھی انکار کیا، ملک میں اس سے پہلے اگرچہ اس طرح کے نظریات کے لوگ موجود تھے، لیکن اس شخص کی زبان انتہائی گستاخانہ تھی۔ زبان درازی اور اکابر پر سب وشتم میں یہ حد سے بڑھا ہوا تھا، موجودہ اکابر علماء دیوبند پر مسلسل کیچڑ اچھالتا رہتا۔ تابعین سے لے کر موجودہ دور کے اہل حق پر کفر کا فتویٰ لگانے میں کوئی جھجک تک محسوس نہیں کرتا تھا۔ اپنی تقاریر میں علی الاعلان یہ کہتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ بلکہ تمام انبیاء وشہداء کی حیات کہیں سے ثابت نہیں۔ عدم حیات اور عدم سماع پر نص قطعی موجود ہے اور اس سلسلے میں قرآن پاک کی ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث سے میرا مدعی ثابت ہے۔ آیات وآثار میں جہاں کہیں نفی سماع یا لفظ میت کا ذکر آجاتا، خواہ مفہوم اس کا کچھ بھی ہو، یہ شخص بغیر کسی توقف کے بڑے دھڑلے سے اس کو اپنا مستدل کہہ دیتا۔

علاقہ کبیر والا میں دو وجہ سے اس کا جادو پھیلتا جا رہا تھا۔ ایک تو اس لئے کہ اس کا لہجہ اس علاقے کا پسندیدہ لہجہ تھا، جس کی گویوں کے ساتھ کافی مناسبت ہے اور دوسرا اس کی زبان اسی علاقے کی تھی۔ کبیر والا میں ککڑ ہٹہ روڈ پر اس نے مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ایک چھپر کے نیچے جمعہ شروع کر دیا، لوگ اس کی جادو بھری آواز سننے کے لئے جمع ہونا شروع ہو گئے، یہ قرآن وحدیث کے مفاہیم اس طرح بیان کرتا کہ جس کو سن کر اچھے خاصے لوگ متاثر ہو جاتے، بہت سے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قرآن وسنت کی نصوص قطعیہ احمد سعید کے نظریے کی ہی تائید کرتی ہیں۔ لوگ جب کسی مجلس میں پرچیوں کے ذریعے یا زبانی سوالات کرتے تو نہایت ہی ہٹ دھرمی سے یہ انہیں مختلف انداز میں مطمئن کرنے کی کوشش کرتا۔ مثلاً کوئی آیت پیش کی جاتی تو جواب میں کہہ دیتا اس کا مطلب مولویوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر کوئی حدیث سامنے لائی جاتی تو جواب آتا یہ ضعیف ہے۔

متقدمین یا متاخرین میں سے اگر کسی بڑے عالم کا قول پیش کیا جاتا، تو کہہ دیتا: قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی ''رحمۃ اللہ'' کو نہیں مانتا۔ کچھ لوگوں نے اسے کہا کہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ہمارے علاقے کا بڑا

مدرسہ ہے اور بہت سارے علماء اس میں تشریف فرما ہیں۔ ان سے پوچھ لیتے ہیں، تو جواب میں بدزبانی کرتے ہوئے کہتا کہ یہ تو گیدڑ ہیں۔ گلی کوچوں میں حیات وممات کی بحث چل نکلی۔ ایسے لوگ جو ناظرہ قرآن پڑھے ہوئے بھی نہیں تھے اور نہ ہی دیکھ کر اردو عبارت پڑھ سکتے تھے، احمد سعید کے سنے ہوئے جملے مجلسوں میں دہراتے پھرتے۔ علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے نابغہ روزگار جلیل القدر محدثین پر بھی نازیبا جملے کسے جاتے۔

بعض شرپسند عناصر جو طلباء کی شکل میں دار العلوم میں موجود تھے، وہ یہاں رہتے ہوئے جمعہ احمد سعید کے پیچھے جا کر پڑھتے اور واپس آ کر وہی زبان استعمال کرتے جو احمد سعید کرتا تھا۔ اپنے اساتذہ پر جملے کستے اور ان پر کفر کے فتوے لگاتے، جب انہیں کہا جاتا کہ تم انہی لوگوں سے علم حاصل کرتے ہو پھر انہی پر فتوے لگاتے ہو، تو کہتے ''علم حاصل کرنے کی کیا بات ہے، وہ تو یہود سے بھی سیکھا جا سکتا ہے۔''

دار العلوم کا مزاج خالص تعلیمی اور درسگاہی ہے۔ ادارے سے باہر سیاسی ومذہبی تحریکوں میں عملاً حصہ لینے کا مزاج ہرگز نہیں۔ اس لئے ایک عرصہ تک شکوک وشبہات لے کر آنے والوں کو علمی انداز سے سمجھایا جاتا رہا، لیکن معاملہ جب حد سے تجاوز کر گیا اور احمد سعید نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ کسی کے پاس اگر دلائل ہوں تو میرے مقابلے میں آئے، اس کی بار بار ہرزہ سرائی کے باوجود جب ادھر سے جواب نہ ملا، تو اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ ان کے پاس قرآن وحدیث سے کوئی دلیل موجود نہیں اور یہ قیامت تک میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب کسی نے کہہ دیا کہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے میں بڑی تحقیق رکھتے ہیں اور وہ اہل حق جماعت علماء دیوبند کے مناظر بھی ہیں۔ اگر ان کو آپ کے مقابلہ میں لایا جائے تو کیا آپ ان سے مناظرہ کریں گے؟ احمد سعید کہنے لگا کہ امین اوکاڑوی تو پرائمری سکول کا ماسٹر ہے۔ اس نے میرے ساتھ کیا مناظرہ کرنا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ امین صفدر اوکاڑوی میرے سامنے آ کر صرف خاموشی سے بیٹھ جائے۔ اگر وہ پندرہ منٹ تک میرے سامنے بیٹھنے کی جرأت کر گیا تو سولہویں منٹ پر مجھے گولی مار دینا، اس بات کا جمعہ کی تقریر میں اس نے بار بار دعویٰ کیا۔

کبیر والا چونکہ مذہبی علاقہ ہے اور مذہب کے سلسلے میں انتہائی حساس ہے۔ اس قسم کی گفتگو سے علاقہ میں اشتعال پھیلا اور بہت سے ناواقف لوگ ڈگمگانے لگے۔ ان حالات کے پیش نظر دار العلوم کی مجلس علمی نے فیصلہ کیا کہ ہمیں میدان میں نکل کر اس فتنے کا تعاقب کرنا چاہئے۔ جس کے لئے صاحبزادہ مولانا محمد انور ابن شیخ الحدیث مولانا مفتی علی محمد رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث ومہتمم دار العلوم عیدگاہ کبیر والا اور اس ناچیز راقم الحروف کا انتخاب ہوا اور ہمارے استاذ مفتی علی محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ادارے کے مفتی جناب مفتی عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دعاؤں کے ساتھ ہمیں اس میدان میں اتار دیا۔

ہم نے لوگوں تک صحیح عقائد پہنچانے اور شکوک وشبہات دور کرنے کے لئے علاقہ بھر میں پروگرام ترتیب دیئے۔ ان پروگراموں میں تین حضرات کا چناؤ کیا گیا اور ان کو بطور خاص مدعو کیا گیا۔ (۱) پی ایچ ڈی لندن علامہ خالد محمود صاحب۔ (۲) مناظر اسلام، سرمایہ ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳) امیر عزیمت، شیر حق حضرت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ خالد محمود صاحب نے خاص اپنی علمی زبان میں شہری حلقوں میں عوام الناس کو خوب مطمئن کیا۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے عوام وخواص کو بڑے سہل انداز میں مسئلے کی حقیقت سمجھائی جس سے خواص طبقہ کے لوگ اس قابل ہو گئے کہ دوسروں کو مسئلہ سمجھا سکیں۔ حضرت مولانا جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اپنی

جھنگوی زبان میں دلائل وبراہین لوگوں کے قلوب میں اتارے اور اپنی گرج دار آواز میں پرزور لہجے کے اندر چند دنوں میں احمد سعید کی تلوار کی طرح چلنے والی تیز زبان کند کر کے رکھ دی۔

ایک تقریر میں حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''اگر احمد سعید نے میرے اکابر کے خلاف زبان بند نہ کی تو آنے والا جمعہ میں چتروڑی کی مسجد میں پڑھاؤں گا۔'' مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد سعید کے مناظرے کا چیلنج قبول کر لیا اور فرمایا: ''جہاں، جس موضوع پر، جب چاہے میں حاضر ہوں۔'' احمد سعید سے جب مطالبات شروع ہوئے کہ مناظرے کی تاریخ طے کی جائے تو کبھی کہتا میں امین اوکاڑوی سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ یہ تو پرائمری ماسٹر ہے۔ میں تو مناظرہ کروں گا۔ مولوی علی محمد سے، جواب میں کبھی کہہ دیتا کہ پاکستان میں میرے مقابلہ کا مولوی ہی کوئی نہیں۔ لہٰذا میں ان سے مناظرہ کیوں کروں؟ پس یہ مختلف حیلوں بہانوں سے مطالبات کو ٹالتا رہا۔

علاقہ میں جہاں جلسہ کرتا اور چیلنج بازی کرتا تو ہم دوسرے دن ایک جوابی جلسہ رکھتے، جس میں عوام کو عقیدہ بھی سمجھاتے اور چیلنج بھی قبول کرتے۔ اس پورے عرصے میں چونکہ مولوی عنایت اللہ گجراتی، احمد سعید کی مکمل سرپرستی کرتا رہا۔ کئی بار اس کے مدرسے میں آکر اس کی حمایت بھی کر گیا۔ اس لئے ہم جواباً کہا کرتے تھے۔ اگر نام آئے گا ہمارے استاذ مولانا مفتی علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تو مقابلے میں مولوی عنایت اللہ کو لایا جائے گا، احمد سعید کے لئے اتنے بڑے علماء کی ضرورت نہیں، ہمارے جیسے نوجوان ہی اس کو کافی ہیں۔ احمد سعید کافی لیت ولعل سے ٹال مٹول کرتا رہا، آخر کار جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو عقیدت مندوں نے اسے مجبور کیا کہ وہ مناظرہ کریں اور مجبوراً اسے مناظرے کے لئے آمادہ ہونا پڑا۔

علاقہ ککڑ ہٹہ میں اس کے ایک عقیدت مند حاجی نور محمد جوئیہ تھے جو مناظرہ کے لئے درمیان میں واسطہ بنے۔ دارالعلوم کے پڑوس میں نڑھال کے ایک سیال محمد احمد خان کے گھر میں مناظرہ کی شرائط سے گفتگو کا آغاز ہوا۔ حاجی نور محمد سے ابتدائی گفتگو میں ہی یہ مطالبہ ہوا کہ احمد سعید مناظرہ کی شرائط لکھ کر دے۔ اس کے بعد تاریخ کا تعین ہوگا اور اسی پر کئی مجلسیں گزر گئیں۔ ہماری یہ خواہش تھی اور ہم نے بار بار کہا بھی کہ احمد سعید ہم سے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے خود مجلس میں آئے۔ لیکن اس پر احمد سعید تیار نہ ہوا۔ حاجی نور محمد جوئیہ ان سے تحریر لکھوا کر لاتا اور ادھر سے ہم بھی لکھ کر دیتے۔ کئی دنوں تک تحریرات لکھوا کر لاتا اور ادھر سے ہم بھی لکھ کر دیتے۔ کئی دنوں تک تحریرات کا یہ تبادلہ ہوتا رہا، جس کی مجلس میں یہ بندہ ناچیز اور مولانا محمد انور باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے۔ ایک مجلس میں مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد انور اوکاڑوی بھی شریک ہوئے تھے۔

اس تحریری تبادلے کے درمیان ایک دفعہ ہم نے مطالبہ کیا کہ احمد سعید بتائے وہ دیوبندی ہے یا کچھ اور؟ تو جواب میں اس نے ایک لمبی تحریر لکھ کر بھیجی جس میں لکھا: آپ کی دیوبندی سے کیا مراد ہے، اکابر دیوبند، اصاغر دیوبند یا بانی دیوبند؟

بانی دیوبند کا تو یہ حال ہے کہ وہ شیعیت اور بریلویت سے کفر میں آگے بڑھا ہوا تھا۔ (العیاذ باللہ) اس تحریر کے آخر میں اس نے ایک جملہ لکھا، جس کی سمجھ آج تک ہمیں نہیں آئی کہ تحریر لکھتے وقت وہ حواس میں تھا یا بار بار مناظرہ کا نام سن کر وہ حواس کھو چکا تھا؟ علماء دیوبند کے رد میں پورا زور صرف کیا اور آخر میں قابل توجہ ایک خاص جملہ جو اس کے حواس کی ترجمانی کرتا ہے۔ لکھا: ''جہاں تک علمائے دیوبند کے مشن کی بات ہے، وہ قرآن وسنت کی اشاعت ہے اور اس پر ہم کاربند ہیں۔''

انہی مجالس میں کئی دفعہ باتوں میں تیزی اور کشیدگی کی نوبت بھی آئی۔ بالآخر ایک تحریر میں احمد سعید نے شرائط مناظرہ لکھ کر بھیجیں۔ (۱) مناظرہ کھلے میدان میں ہو۔ (۲) مجلس مناظرہ میں علاقہ کے زمیندار ہوں۔ (۳) عوام کا ایک طبقہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہو۔ (۴) دونوں مناظرین کی کیسٹیں بھری جائیں، تاکہ بعد میں ان کیسٹوں کو سن کر علاقہ کے زمیندار فیصلہ کریں۔

ہم نے ان شرائط پر اس سے استفسار کیا کہ جناب مجمع کو مشرق ومغرب تک کیسے پہنچایا جائے؟ اور کسی محدود ہال یا جگہ میں بیٹھنے کی بجائے کھلے میدان میں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ پھر ایک علمی مسئلے کے لئے علماء کی بجائے زمینداروں کو جج کس وجہ سے مقرر کیا جارہا ہے؟

اصل بات وہ بھی سمجھتا تھا اور ہمیں بھی معلوم تھی کہ حیات وسماع انبیاء کا مسئلہ چودہ سوسال سے متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اہل حق کا دامن دلائل وبراہین سے لبریز ہے۔ جب کہ دوسری طرف سوائے دعوؤں کے اور کچھ نہیں۔ البتہ اس کو اپنے طرز بیان اور سریلی آواز پر ناز تھا، جس کا جادوان پڑھ زمینداروں پر ہی چل سکتا ہے اور علماء اس سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ ساری گفتگو اور مجالس ۱۹۸۲ء کے اواخر میں چل رہی تھیں، شرائط جب طے نہ ہوسکیں تو مشورہ ہوا کہ بغیر شرائط کے تاریخ متعین کردی جائے۔ چنانچہ ۵/جنوری ۱۹۸۳ء بمطابق یکم/ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ بمقام نڑھال، علاقہ کبیروالا صبح دس بجے مناظرہ کا وقت طے ہوا۔ محبین مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے مناظر سرمایہ ملت، رئیس المتکلمین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور گستاخان پیغمبر کا مناظر احمد سعید چتروڑی تھا۔

تاریخ کے تعین کے بعد احمد سعید ایسا بے قرار ہوا کہ: ''نہ جائے ماندن، نہ پائے رفتن'' مختلف حیلوں سے کوشش کرتا رہا کہ مناظرے کی نوبت نہ آئے، ایک دن جمعہ کے بیان میں اعلان کردیا کہ نڑھال مناظرے میں میری جماعت کے تیس ہزار مسلح افراد پہنچنے والے ہیں۔ اس اعلان کے بعد سب کو معلوم ہے، جو کچھ ہونے والا تھا۔

چنانچہ ایجنسیاں متحرک ہوگئیں اور مشہور ہوگیا کہ انتظامیہ مناظرہ نہیں کرنے دے گی۔ صبح کو تمام راستوں پر پولیس کے ناکے ہوں گے اور جائے مناظرہ کی طرف کسی کو نہیں جانے دیا جائے گا۔ اس سب کے باوجود ۵/جنوری ۱۹۸۳ء کی شب ہم اپنے مناظر کو لے کر بارہ بجے رات مدرسہ تعلیم القرآن ٹھوکر چاون میں پہنچ گئے۔ وہاں پر رات گزار کر ٹھوکر چاون سے کوئی تین میل کا فاصلہ طے کر کے صبح ٹھیک دس بجے ہم جائے مناظرہ نڑھال پہنچ گئے۔ ساڑھے دس بجے تک ہم وہاں پر ٹھہرے رہے اور لوگوں سے شہادت لی کہ ہمارے مناظر تحریری معاہدہ کے مطابق جائے مناظر پر موجود ہیں۔

احمد سعید مطمئن ہو کر کہ بہانہ موجود ہے کہیں فرار ہوگیا، بسیار تلاش کے باوجود کہیں اس کا نشان تک نہ ملا، جائے مناظرہ پر نہ کوئی پولیس تھی اور نہ کوئی پابندی کے آثار۔ علاقہ کے اردگرد سے لوگ نڑھال پہنچے۔ خصوصاً دارالعلوم کے طلباء کافی تعداد میں کھیتوں سے پیدل چل کر نڑھال پہنچے تھے۔ جائے مناظرہ سے واپسی پر طلباء کرام نے نڑھال کے اردگرد آبادیوں میں احمد سعید کو خوب تلاش کیا، مگر وہ کہیں بھی نہ ملا۔ اس واقعہ کے بعد الحمدللہ! عوام کو بہت حوصلہ ہوا اور سب کو یقین ہوگیا کہ احمد سعید جھوٹا ہے۔ اسٹیج پر فقط اس کے دعوے ہیں، جس کے پیچھے حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اس مناظرے کے موقعہ پر شاعر اسلام جناب ملک شہادت علی طاہر جھنگوی نے ایک نظم بھی بنائی، جس کا عنوان تھا: ''آیا نہیں میدان دے وچ چتروڑی بازی ہار گیا'' یہ نظم اسٹیجوں پر کافی دیر تک مجمعوں کو گرماتی رہی۔ احمد سعید کے مناظرہ

سے اس فرار کی خبر بہت دور دور تک پھیل گئی اور دوسرے علاقوں میں بھی اہل حق کے مماتیوں سے مباحثے شروع ہو گئے۔ اہل حق کا ہر فرد گمراہ چتروڑی کو یہ کہہ کر چیلنج کیا کرتا تھا کہ احمد سعید مناظرہ ہرگز نہیں کر سکتا۔

مختلف علاقوں میں مماتیوں کو بڑا جوش اٹھا اور چتروڑی کو مناظرہ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ہر موقع پر ٹال مٹول کر کے راہ فرار اختیار کرنے میں کامیاب ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر معاملہ کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ ''بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی'' کے مطابق وہ مرحلہ قریب آن پہنچا، جب احمد سعید کو بھاگنے کا کوئی راستہ نہ مل سکا۔ ضلع راجن پور جو اس وقت ضلع ڈیرہ غازیخان میں شامل تھا، اس کے علاقہ فاضل پور کے ساتھ چند کلو میٹر مشرق کی جانب کوٹلہ شیر محمد ایک گاؤں ہے، جہاں علاقہ کے رئیس خان درمحمد گوپانگ، احمد سعید کے خاص عقیدت مند رہتے تھے۔ حسن اتفاق سے اس کا بیٹا جناب سیف اللہ خان تبلیغی جماعت سے منسلک اور صحیح العقیدہ تھا۔ جب کہ وہاں کی باقی آبادی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتی تھی۔ سردار محمد خان ہر سال احمد سعید کو اپنے علاقے میں بلا کر سالانہ جلسہ کراتے تھے۔ اس سال بھی حسب معمول تقریر کے لئے اس کا ٹائم لیا اور جلسے کا اعلان کر دیا۔ فاضل پور جامع مسجد مہاجرین کے خطیب جناب مولانا نیاز احمد صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا کہ علاقہ میں احمد سعید آرہا ہے تو وہ خان درمحمد صاحب سے ملے اور ان سے کہا کہ علامہ صاحب تشریف لا رہے ہیں اور بڑا اچھا موقع ہے۔ اسی تاریخ کو ہم اپنے مناظر بلا لیتے ہیں اور آپ کے ڈیرے پر گفتگو ہو جائے۔ خان صاحب اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ مولانا نیاز احمد صاحب نے ہم سے رابطہ کیا۔ ہم نے حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے تاریخ طے کر لی۔

خان صاحب نے جب علامہ صاحب سے رابطہ کیا اور صورتحال بتائی تو علامہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میں تو اس تاریخ کو نہیں آسکتا۔ میری جہلم میں پیشی ہے اور ہر حال میں میں نے وہاں پہنچنا ہے۔ خان صاحب چونکہ احمد سعید کا عقیدت مند بھی تھا اور جلسہ کے موقع پر سالانہ اس کی خاصی خدمت بھی کیا کرتا تھا، خلاف توقع بات سن کر بہت پریشان ہوا اور اپنے مسلک کے ترجمان علاقہ کے علماء سے پرزور کہلوایا کہ اگر آپ اس موقع پر تشریف نہیں لاتے تو ہم اس علاقہ میں جینے کے قابل نہیں رہیں گے۔ جس پر مجبوراً احمد سعید کو مناظرہ کے لئے آمادہ ہونا پڑا۔

تاریخ مناظرہ سے ایک دن پہلے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کتابوں کا بنڈل اٹھائے شام کو دارالعلوم آن پہنچے۔ کافی وزنی بنڈل تھا۔ حضرت اڈہ سے لے کر مدرسہ تک پیدل آئے اور ساتھ کوئی خادم بھی نہ تھا۔ دارالعلوم سے بارہ آدمیوں کا قافلہ اسی شب فاضل پور کی طرف بذریعہ بس روانہ ہو گیا۔ اس قافلے میں دارالعلوم کے کچھ طلباء بھی تھے، جن میں مولانا غلام اکبر عرف ''فوجی'' فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ جو اس وقت کوٹ سلطان میں خدمت دین میں معروف ہیں، بھی تھے۔ ساتھ کچھ علاقہ کے حضرات بھی تھے جن میں مدرسہ تعلیم القرآن کے مہتمم حافظ محمد امیر صاحب اور ان کے داماد قاری مسعود احمد صاحب شامل ہیں۔

کبیر والا سے فاضل پور تک حضرت اوکاڑوی اور یہ ناچیز اکٹھے سیٹ پر سفر کرتے رہے۔ مختلف موضوعات پر حضرت علمی گفتگو فرماتے رہے اور یہ ناچیز استفادہ کرتا رہا۔ یہ میرے لئے یادگار سفر ہے اور اس علمی گفتگو کی حلاوت مجھے آج بھی محسوس ہو رہی ہے۔ اسی گفتگو کے دوران حضرت نے ایک کتاب کے بارہ میں فرمایا: جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہے کہ میں نے بس کے ایک ہی سفر میں اس پوری کتاب کو پڑھا ہے۔

رات کو دیر سے مسجد مہاجرین میں پہنچے۔ وہاں رات گزار کر صبح ڈالے کے ذریعے ہم جائے مناظرہ ''کوٹلہ شیر محمد'' پہنچ گئے۔ احمد سعید بھی بیس افراد کا قافلہ کے کرکاروں کے ذریعہ اس گاؤں میں پہنچ گیا۔ مماتی گروپ کے میزبان سردار درمحمد صاحب اور اہل حق کے میزبان ان کے بیٹے جناب سیف اللہ خان تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد خان صاحب کے ڈیرے پر مناظرہ کا آغاز ہوا اور ہر مناظر کے لئے دس منٹ وقت طے پایا۔ تین گھنٹے دس منٹ تک مسلسل مناظرہ جاری رہا۔ عرصہ اور مغرب کی نماز دوران مناظرہ ادا کی گئی۔ اہل حق نے مسجد میں جا کر نماز ادا کی اور چتروڑی ٹولہ نے وہیں پر صفیں بچھائیں۔

مناظرہ میں جو کچھ ہوا کیسٹوں میں موجود ہے۔ مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے جب ہم مسجد گئے تو مماتیوں نے خان صاحب کو تیار کیا کہ نماز مغرب کے بعد مناظرہ ختم ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اندھیرا ہو گیا ہے اور اب جھگڑے کا خطرہ ہے۔ نماز مغرب کے بعد پہلی ٹرن احمد سعید کی تھی۔ مجلس قائم ہوتے ہی احمد سعید نے تقریر شروع کر دی اور پورے مناظرہ میں پہلی مرتبہ قرآن کی آیات پڑھیں اور طرز بھی لگائی۔ جب تقریر ختم ہوئی تو طے شدہ سازش کے مطابق سردار درمحمد خان صاحب کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ٹائم بہت ہو چکا ہے۔ اندھیرا چھا گیا ہے۔ مہربانی کریں اور مناظرہ بند کر دیں۔ مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات کی طرف توجہ کئے بغیر اپنی گفتگو شروع فرما دی۔ آپ نے فرمایا: احمد سعید نے ان آیت کریمہ کا جو مطلب بیان کیا اگر کسی بھی مفسر نے ان آیات کا یہ مطلب لیا ہو تو مجھے دکھایا جائے۔ میں اس پر دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ دلائل و براہین کے ساتھ مسلسل تین چار گھنٹوں کی گفتگو کے دوران مماتی چونکہ احمد سعید کی شکست کھلی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے، اس لئے احمد سعید کی اس واضح تحریف کی طرف توجہ کرنے کی بجائے شور مچانا شروع کر دیا کہ مناظرہ ختم ہونا چاہئے۔ مجبوراً حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو خاموش ہونا پڑا اور میں اس وقت حضرت اوکاڑوی کی معاونت کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔

بالآخر درمحمد خان صاحب آئے اور حضرت سے کہا کہ بس کریں اور آپ تشریف لے چلیں۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا جب تک چتروڑی یہاں سے نہ اٹھے۔ بالآخر چتروڑی صحن سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔ خان درمحمد حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بار بار لجاجت سے یہ کہہ رہے تھے کہ بات یہیں ختم کر دیں۔ ہم بریلویوں کے سامنے شرمندہ ہو رہے ہیں۔ ہمارا یہاں پر بریلویوں سے مقابلہ رہتا ہے۔ براہ مہربانی آئندہ اگر ہم آپ کو بریلویوں سے مناظرے کی دعوت دیں تو آپ انکار نہ فرمانا۔ دراصل بات یہ تھی کہ اس بستی میں دیوبندی کا تعارف احمد سعید اور اس کے عقیدت مند خان صاحب تھے۔ دوران مناظرہ بستی کے بریلوی حضرات نے یہ سمجھا کہ دیوبندی اور بریلوی کا مناظرہ ہو رہا ہے۔ بریلوی مناظر حیات ثابت کر رہے ہیں جب کہ دیوبندی مناظر اس کا انکاری ہے۔ اس لئے انہوں نے نعرے لگانا شروع کر دیئے کہ ''بریلویت زندہ باد'' اور مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے اپیل بھی کی کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف لے آئیں اور بیان فرمائیں۔

مناظرہ کا اختتام مذکورہ صورتحال میں ہوا۔ مماتی گروپ کے لوگ مناظرے کے بعد جس کمرے میں موجود تھے، وہاں ہمارے طلباء بھی آ جا رہے تھے۔ ایک طالب علم نے ہمیں بتایا کہ جب یہ لوگ کمرے میں اکٹھے ہوئے تو کبیر والا کے ایک عقیدت مند نے احمد سعید سے کہا کہ مسلک تو تیرا سچا ہے، ہم مانتے ہیں۔ لیکن آج پتہ چل گیا کہ تو دلائل و براہین سے آراستہ مناظر نہیں ہے۔ تو کہتا تھا کہ ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث میرے پاس موجود ہیں جس کو تو

سکول ماسٹر کہتا تھا اس نے تو دلائل کے انبار لگا دیئے اور تو نے کوئی صحیح حدیث پیش کی اور نہ کوئی آیت پڑھی۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم دوبارہ فاضل پور پہنچ گئے۔ وہاں سے حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے آگے کسی سفر پر روانہ ہو گئے۔ حضرت کی طبیعت میں عجز وانکساری اور سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ کسی کام میں تکلف اور بناوٹ بالکل نہ کرتے تھے۔ ہمیشہ قرآن وسنت کی تعلیمات کی اشاعت کے شوق میں سرشار رہتے اور حق گوئی کو اپنا شعار بنائے رکھتے۔ فاضل پور سے ہمارا قافلہ کامرانیوں کے ساتھ کبیروالا کی طرف روانہ ہوا۔ بعد میں ایک موقع پر کبیروالا کے ایک ڈرائیور نے بتایا کہ جس کار میں احمد سعید واپس سفر کر رہا تھا، وہ کرائے کی کار تھی۔ کار ڈرائیور نے بتایا کہ جب چناب پل سے گزرنے لگے تو احمد سعید کے رفقاء نے کہا: ''تینوں اساں دریا وچ سٹنے ہائیں تو ساڈا نک کپوایا ہے'' (ہم تجھے دریا میں پھینکتے ہیں تو نے ہماری ناک کٹوا دی)

اس مناظرہ کے بعد حالات یکسر بدل گئے۔ اہل حق سے تعلق رکھنے والے عوام وخواص تو پہلے ہی سے مطمئن ہو چکے تھے، اب چتروڑی گروہ سہا سہا لگتا تھا۔ چیلنج بازی کا تلاطم خیز سمندر یکسر تھم گیا۔ اہل حق کی جب مماتیوں سے ملاقات ہوتی تو سب سے پہلا سوال ہی یہی ہوتا کہ آپ کے علامہ صاحب تو کہتے تھے کہ ماسٹر امین میرے سامنے صرف پندرہ منٹ بیٹھ جائے تو سولھویں منٹ پر مجھے گولی مار دینا۔ فاضل پور کے شکست آمیز مناظرہ کے بعد علامہ صاحب کے اس چیلنج کی اب کیا تاویل ہوگی؟ احمد سعید کے عقیدت مندوں کا بھی خود اس سے یہی سوال ہوتا، جواب نہ خود احمد سعید کے پاس تھا نہ اس کے عقیدت مندوں کے پاس۔ سوائے شرمندگی اور سر جھکانے کے ان کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: ''الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' میرے دوستو، بزرگو! یہ مجلس جو اس وقت منعقد ہوئی ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں حیات کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ جیسے سردار درمحمد خان صاحب بتا چکے ہیں کہ یہاں یا تو علماء حضرات ہیں یا سردار صاحب اور ان کے ساتھی ہیں جو اچھی طرح دعوے اور دلیل کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ مقدمے میں ایک فریق مدعی اور دوسرا مدعا علیہ ہوتا ہے۔ عدالت ہمیشہ مدعی سے دلیل کا مطالبہ کرتی ہے اور مدعا علیہ کو اس کے گواہوں پر جرح کرنے کا حق بھی دیتی ہے۔ مدعا علیہ نہ تو گواہ پیش کرتا ہے اور نہ اس کا یہ حق ہوتا ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔ اب اس کے بارے میں نے اپنا دعویٰ لکھ کر مولوی احمد سعید کو بھیج دیا ہے کہ: ''حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ اپنی اپنی قبروں میں ''الآن کما کان'' (جس طرح پہلے تھے اسی طرح اب بھی) بالکل تر وتازہ اور محفوظ زندہ ہیں۔'' یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

اب بات یہ تھی کہ مولانا احمد سعید بھی اپنا عقیدہ لکھ کر ہمیں بھیجتے۔ عقیدے میں جو بات ہوتی ہے وہ ہوتا ہے۔ ''اثبات کا پہلو'' کہ میں یہ مانتا ہوں، مولانا نے جو یہ چٹ بھیجی ہے اصول مناظرہ کے مطابق یہ دعویٰ نہیں، انکار دعویٰ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ موت کے بعد قبر ارضی کے اندر نبی کے جسم کے لئے ایسی حیات قطعاً ثابت نہیں، جس طرح دنیا میں روح اور جسم کے ساتھ تھی۔ (دستخط احمد سعید)

بات کو اچھی طرح سمجھو اور غور کرو کہ جب تک وہ اپنا دعویٰ لکھ کر نہ دیں ان کو کوئی دلیل پیش کرنے کا حق نہیں۔ کیونکہ دلیل کا نمبر بعد میں ہوتا ہے اور دعویٰ پہلے لکھا جاتا ہے۔

اس تحریر میں دوسری غلطی یہ ہے کہ اگر انہوں نے ہمارے عقیدے کا انکار کرنا تھا تو وہ صرف ہمارے دعویٰ کے نیچے یہ لکھ دیتے کہ میں اس عقیدہ کو نہیں مانتا۔ انہوں نے ایک عقیدہ ہماری طرف منسوب کر کے لکھ دیا ہے۔ جب ہم یہاں موجود ہیں، ہم نے اپنا عقیدہ لکھ کر دے دیا ہے تو ان کو الفاظ کے اندر کمی بیشی کر کے اس کو ہماری طرف منسوب کر کے انکار کرنے کا کوئی قانونی اور شرعی حق نہیں۔ اس لئے یا تو جناب احمد سعید صاحب اسی طرح اپنا عقیدہ مختصر الفاظ میں کہ میں حضور ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان سمجھتا ہوں۔ یہ اثباتی پہلو ہے۔ یہ لکھ کر بھیجیں اس پر پھر وہ اپنے دلائل بیان کریں گے۔ لیکن اگر وہ دعویٰ لکھنے سے انکار کر جائیں جیسا کہ اب تک ہو چکا ہے، الحمدللہ! اس سے ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ مولانا احمد سعید صاحب نے جو اپنے کھلے خط میں فرمایا کہ میرے پاس ستر آیتیں اور اٹھارہ سو احادیث دلیلیں ہیں۔ لیکن وہ دلیلیں کس دعویٰ کی ہیں؟ وہ دعویٰ لکھ کر کیوں نہیں دیتے۔ جب تک یہ بات طے نہ ہو آگے چلنا بے فائدہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ علامہ صاحب کی ذاتیات کے بارے میں کچھ نہ کہوں اور نہ ہی کسی اور صاحب کے بارے میں کہوں۔

تیسری بات یہ ہے، ہم جو مناظرہ کر رہے ہیں اس میں اس بات کی کوشش کریں کہ مناظرہ سن کر کوئی بندہ اپنی ضد ترک کر دے۔ اگر ایک بندے نے بھی ضد چھوڑ دی تو اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ لیکن اگر کوئی اس مناظرہ کی وجہ سے دین سے متنفر ہو گیا تو اس میں ہمارا دنیا و آخرت کا بہت بڑا نقصان ہے۔

سردار صاحب کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مناظر اپنے دعویٰ سے ہٹ کر ادھر ادھر کے دلائل بیان کر رہا ہو خواہ وہ میں ہوں یا دوسرا کوئی دوست۔ اس کو روکیں اور اس کو دعویٰ کے مطابق دلائل دینے کا پابند کریں۔ بقول سردار صاحب کے کہ زیادہ لوگ وہ ہیں جو (علمی) باتوں کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے بات جتنی واضح ہوگی وہ اس کو سمجھیں گے۔ بات جتنی مختصر ہوگی اس کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اب میں اپنے دعویٰ پر سب سے پہلے اللہ کے رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی پیش کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حیاۃ الانبیاء'' جو ان کی اپنی کتاب ہے (اس میں وہ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں) اس میں وہ فرماتے ہیں: ''عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ کے خادم خاص تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

انبیاء لفظ نبی کی جمع ہے۔ قبور لفظ قبر کی جمع ہے۔ احیاء کا معنی زندہ، یصلون کا معنی نماز پڑھتے ہیں۔ کچھ کتابیں وہ ہیں جن میں متواتر حدیثیں ہوتی ہیں یا بعض روایتوں کے بعد لکھا ہوتا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ صاحب نظم المتناثر فرماتے ہیں: ''ان من جملۃ ماتواتر من النبی ﷺ حیاۃ الانبیاء فی قبورھم'' ہمارے رسول پاک ﷺ سے جو باتیں اس امت میں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں ان میں سے یہ بات بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی شرح ابوداؤد میں فرماتے ہیں: ''تواترت بہ الاخبار''

اس قسم کی حدیثیں متواتر ہیں جن سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ خدا کے رسول اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب ''انبیاء الاذکیاء'' میں فرماتے ہیں: ''حیاۃ النبی ﷺ فی

قبرہ ھو و سائر الانبیاء معلومۃ عندنا علماً قطعیاً'' ہمارے حضور پاک ﷺ اور تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔امت میں یہ بات علم قطعی سے ثابت ہے۔

میں نے اپنے دعویٰ کے مطابق تین باتیں عرض کرنی تھیں۔

ایسی دلیل جس میں نبی کا لفظ آجائے، حیات کا لفظ آجائے اور قبر کا لفظ آجائے۔

الحمدللہ! میں نے اپنا دعویٰ رسول پاک ﷺ کے اس ارشاد سے ثابت کردیا جس کو محدثین نے متواتر تسلیم کیا ہے۔متواتر قطعی الثبوت بھی ہوتی ہے اور قطعی الدلالت بھی ہوتی ہے۔کیونکہ یہ الفاظ موجود ہیں۔میں نے اتنی عام فہم دلیل پیش کی ہے کہ ان پڑھ آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔

اب میں علامہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ بیان سے پہلے اپنا وہ دعویٰ جو ستر آیتوں سے اور نبی پاک کی اٹھارہ سو احادیث سے ثابت ہے، وہ لکھ کر دیں۔پھر اپنے دعویٰ پر صرف ایک حدیث صحیح، سترہ سو ننانوے ان کو معاف، صرف ایک صحیح حدیث پیش کریں۔اس کے بعد اگر کوئی سند پر بحث کرنا چاہے تو ان کو اجازت ہوگی۔

پہلے میری پیش کردہ حدیث پر بحث ہوگی۔پھر احمد سعید صاحب کی پیش کردہ حدیث پر بحث ہوگی۔لیکن پہلے وہ حدیث پیش کریں۔اس لئے تاکہ آپ لوگوں کو بات سمجھنا آسان ہوجائے۔کیونکہ اگر میری پیش کردہ حدیث پر وہ ایسا اشکال کریں جو ان کی حدیث پر بھی ہوسکتا ہے یا میں ان کی پیش کردہ حدیث پر ایسا اعتراض کردوں جو خود میری پیش کردہ حدیث پر بھی ہوسکتا ہے تو یہ وقت کو ضائع کرنا ہوگا۔

فیصل آباد میں غیر مقلدین سے مناظرہ تھا۔انہوں نے بھی فاتحہ خلف الامام کی حدیث پیش کی۔ہم نے بھی ترک فاتحہ خلف الامام کی حدیث پیش کی۔انہوں نے کہا کہ تیری پیش کردہ حدیث میں ایک راوی مدلس ہے۔میں نے کہا تمہاری پیش کردہ حدیث میں تین راوی مدلس ہیں۔جج نے کہا یہ تو اعتراض برابر ہوگیا۔کیونکہ جو اعتراض تم نے ان کی سند پر کیا وہ تمہاری سند پر تین گنا زیادہ ہوگیا۔اب دیکھو جج صاحب کو بات سمجھنا آسان ہوگئی۔

اسی طرح علامہ احمد سعید صاحب ایسی حدیث پیش کریں (یعنی واضح) جیسے میں نے پیش کی کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔میں نے محدثین سے جو اہل فن ہیں (اس کا تواتر بھی نقل کیا ہے) کیونکہ اہل فن ہی اس کو جانتے ہیں۔اگر کوئی ایماندار سنار کہے کہ یہ سونا ہے اس کے مقابلے میں بزاز یا عامی آدمی کہے کہ یہ سونا نہیں ہے تو ہمیں سنار کی بات ہی ماننی ہوگی۔

اب علامہ احمد سعید صاحب بھی اٹھارہ سو میں سے صرف ایک واضح حدیث پیش کردیں کہ خدا کے سارے رسول (معاذ اللہ) اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔میں پھر عرض کرتا ہوں کہ احمد سعید صاحب حدیث پیش کرنے کے بعد اس کا دو محدثین سے متواتر ہونا بھی ثابت کریں، جس طرح میں نے دو محدثین سے ثابت کیا ہے۔کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ دو شہادتیں پیش کریں تاکہ یہ برابر ہوجائیں اور حدیث اتنی واضح ہو جتنی واضح میں نے پیش کی کہ اس میں نبی کا لفظ بھی ہو اور قبر کا لفظ بھی ہو، بے جان اور مردہ کا لفظ بھی ہو۔(معاذ اللہ) اس کے بعد سب سے پہلے میں اپنی پیش کردہ حدیث کی سند پر بحث کے لئے تیار ہوں۔جیسے میں نے عرض کیا کہ ہم نے بات اتنی عام فہم کی کہ سب کو سمجھ آگئی، ورنہ علمی باتیں علمی رنگ میں اس کے لئے تو خاص علماء کا مجمع ہونا چاہئے۔

میں نے اپنا دعویٰ عام فہم انداز سے ثابت کر دیا۔ علامہ صاحب نے ابھی تک اپنا دعویٰ بھی لکھ کر نہیں دیا اور ہمارے دعویٰ کے انکار کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہمارے دعویٰ کی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے ایک بات لکھ دی ہے اور اسے ہماری طرف منسوب کر دیا ہے۔ اب جب تک وہ اپنا دعویٰ لکھ کر نہ دیں، آپ حضرات ان کو دلائل بیان کرنے سے روکیں۔ کیونکہ جو اپنا دعویٰ نہیں لکھ سکا وہ دلائل کس طرح بیان کرے گا۔ جب تک وہ اپنا عقیدہ لکھ کر نہ دیں اس وقت تک وہ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی عدالت ایسی نہیں ہے کہ اس میں دعویٰ دائر نہ ہوا اور وہ مدعی سے گواہ طلب کرے کہ گواہ لاؤ، دعویٰ بعد میں دائر ہوتا رہے گا۔

الحمدللہ! میں نے اپنا دعویٰ بھی پیش کر دیا وہ لکھا ہوا مولوی احمد سعید کے پاس موجود ہے اور میں نے اس پر حدیث بھی پیش کر دی اور اتنی عام فہم کہ اس کے کسی ایک لفظ پر بھی کسی کو شک اور شبہ نہیں ہو سکتا۔ اب احمد سعید صاحب کے ذمہ ہے کہ صاف حدیث پیش کریں جس میں یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام (معاذ اللہ) اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ اگر وہ قرآن پاک کی آیت پیش کرنا چاہیں تو ایسی صریح آیت پیش کریں کہ اس کا اردو ترجمہ کسی کے سامنے بھی رکھ دیا جائے اور وہ ترجمہ علماء دیوبند کا ہو، اس میں لکھا ہوا دکھا دیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ (معاذ اللہ) اگر احمد سعید صاحب اس کا ترجمہ دکھا دیں تو ہم ضد نہیں کریں گے بلکہ تسلیم کر لیں گے کہ احمد سعید نے اپنا عقیدہ ثابت کر دیا ہے۔ میں نے جو حدیث پیش کی ہے۔ اوّل تو اس کے اندر کوئی شبہ ہی نہیں۔ اگر کسی کو شبہ ہو تو میں اس کا ترجمہ علماء دیوبند سے وہی دکھا سکتا ہوں جو میں نے کیا ہے۔

علامہ احمد سعید صاحب: محترم عزیز شرکاء اجتماع! جناب مولانا محمد امین صاحب نے اپنا دعویٰ ثابت کرتے ہوئے ابتداء کی ہے حدیث رسول پاک ﷺ سے۔ خود تسلیم کیا انہوں نے کہ مدعی ہم ہیں۔ جب مدعی مولانا صاحب بن گئے تو میں یقیناً ان کے دعویٰ کا منکر بنا۔ پھر مجھ سے مطالبہ کرنا کہ آپ بھی اپنا عقیدہ لکھ کر دیں۔ ایک فریق مدعی ہوتا ہے، دوسرا انکار کرتا ہے۔ جب مولانا مدعی بن چکے ہیں تو میں یقیناً ان کے دعویٰ کا منکر ہوں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضور ﷺ و انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں انکار کرتا ہوں کہ شریعت مطہرہ مقدسہ سے قیامت تک کوئی شخص اللہ کے نبی ﷺ کی وفات مقدسہ کے بعد شرعی دلائل کے پیش نظر وہ اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکتا کہ جو جسم اس قبر مقدس میں دفن کیا گیا ہے، حضرت پاک ﷺ اسی جسم پاک کے ساتھ اس قبر کے اندر اسی طرح زندہ ہیں، جس طرح مولانا تسلیم کرتے ہیں۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جب انہوں نے دعویٰ کیا ہے تو میں نے ان کے دعوے کا انکار ہی کرنا ہے۔ وہ میں نے لکھ کر دیا ہے۔ جب میں مدعی بنوں کسی بات کا تو اس وقت میرے ذمہ ہوگا اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کرنا، ایک غلطی تو یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے متواتر حدیث پیش کی۔ میں یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ مولانا قرآن مقدس سے کیوں ناراض ہیں؟ جب وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عقیدہ ہے، عقیدہ کی ابتداء باجماع اصحاب محمد ﷺ قرآن سے ہوتی ہے تو انہوں نے قرآن کی نص قطعی کیوں پیش نہیں کی؟ میرا یہ سوال ہے کہ حضور ﷺ اور انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں، جیسے وفات سے پہلے تھے تو کوئی ایک آیت یا آیت کا ایک حصہ جو قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو، قیامت تک مولوی صاحب پیش نہیں کر سکتے۔ ہاں! اگر مولانا یہ

سمجھتے ہیں کہ قرآن سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں تو یہ تحریر کردیں کہ قرآن میں اس قسم کی آیت نہیں ملتی۔ پھر حدیث رسول ﷺ پیش کریں۔ پھر چشم ماروشن دل ماشاد۔ پھر مولانا کا مطالبہ بھی پورا کردیا جائے گا۔ ایک نہیں اٹھارہ سواحادیث باسند پیش کی جائیں گی۔لیکن اسلام کے اصول کے مطابق۔

مسلمان کے اصول کے مطابق مناظرہ کے دلائل اس طرح دیں کہ جس طرح اسلام دیتا ہے، پہلے قرآن مقدس کی آیت پیش کرو جو قطعی الثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت ہو۔صرف تلاوت کا فائدہ نہ دے۔ کیونکہ آپ کا عقیدہ ہے اور عقیدہ ضروری ہے۔اس لئے ایسی آیت پیش کرو کہ اس کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ہی وہ لوگوں کو سمجھ آجائے۔ پھر مولانا نے ''الانبیاء احیاء فی قبورھم'' پڑھا ہے اور حوالہ ان محدثین کا دیا ہے جو خود ناقل ہیں۔اسماء الرجال کے نقاد محدثین نہیں، نقال ہیں۔کسی سے نقل کرتے ہیں اور نقل کر کے وہ اس پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں۔ پھر تم نے روایت پڑھ کر اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔آپ نے کہا ہے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔آگے جو ''یصلون'' لفظ ہے اس کا ترجمہ نہیں کیا کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اپنی قبروں میں۔آخر کوئی شک تو آپ کا ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ نے ''یصلون'' کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے۔

بہرحال سب سے پہلی بات جو طے شدہ ہے کہ تم مدعی ہو۔ مجھے اس کے مقابلے میں دعویٰ لکھ کر نہیں دینا بلکہ اس کا جواب دینا ہے۔ باقی ہمیں کوئی اصرار نہیں دلائل پیش کرنے پر۔ دلائل تو جب موقع آئے گا اس وقت اس کی بھرمار ہوگی۔آپ خود تسلیم کرو گے کہ واقعی دلائل ہیں۔فی الحال ہمیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دلائل مانگنے کی ضرورت ہے۔آپ دلیل پیش کرو۔

سب سے پہلے دلیل ہے کلام اللہ قرآن مقدس، جب تک کتاب اللہ سے ایسی آیت مقدسہ پیش نہ کرو جس میں یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی ان قبروں کے اندر جن میں مدفون ہیں: ''روح مع الجسد'' اسی طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا میں: ''روح مع الجسم'' زندہ تھے۔اگر تمہارا یہ دعویٰ نہیں تو دعویٰ بدل لو۔اگر دعویٰ یہی ہے تو پھر اس کو قرآن مقدس سے ثابت کرو۔

اگر قرآن سے دعویٰ ثابت نہیں ہوسکتا تو پھر دلائل کی بھرمار کرنے کے لئے ہر روایت جو کسی چھوٹی موٹی کتاب میں لکھی ہوئی ہو، آپ پڑھنا شروع کردیں۔ میں پڑھنا شروع کردوں۔ مولانا نے کہا ہے کہ عام فہم بات ہو تو ایسی آیت مقدس پڑھو جس میں ہر بندے کو سمجھ آجائے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں دعویٰ لکھ کر اصول کے خلاف کرنا نہیں چاہتا۔ دعویٰ آپ کا ہے۔میرے پاس آپ کے دعویٰ کا انکار ہے اور جواب دعویٰ ہے۔تم دلائل پیش کرو پھر دیکھو اس کا جواب کیسے ملتا ہے۔

<u>پہلا سوال</u>: آپ نے ایسے عقیدہ ضرور یہ کو قرآن سے ثابت نہیں کیا۔کیا حضور ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نہیں گزرے؟ ان کی حیات کے بارہ میں قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے۔اگر نہیں تو کیا اس کی تصریح ہونی چاہئے۔اگر کیا ہے تو اس کی تصریح ہونی چاہئے۔اس کے بعد دوسرا نمبر ہے۔حدیث رسول ﷺ کا۔السلام علیکم!

<u>مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ</u>: ''الحمد للہ و کفٰی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی'' مولانا احمد سعید صاحب نے تا حال اپنا عقیدہ بیان نہیں کیا۔ دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دلائل ہیں لیکن میں منکر ہوں۔سوال یہ ہے کہ جب دلائل ہیں تو انکار کس چیز کا؟ مولانا کی بات کو میں اور آپ

کیسے سمجھیں کہ دلائل ہیں اور دعویٰ نہیں۔ سورج کی روشنی تو ہے لیکن سورج نہیں ہے۔ آگ کی گرمی تو ہے لیکن آگ موجود نہیں ہے۔ مولانا آپ دلائل کی بھر مار کرنا چاہتے ہیں، لیکن دعویٰ کیوں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اس دعوے کو تو بیان کر دینا چاہئے تھا۔ رہا مولانا کا یہ فرمان کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ عقیدہ کے لئے سب سے پہلے قرآن سے دلیل پیش کرنا چاہئے۔ اس بات میں میں مولانا سے حوالہ طلب کرتا ہوں کہ یہ کس کتاب میں ہے؟

اس سے پہلے سردار صاحب نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی کہ بات عام فہم ہونی چاہئے۔ اس لئے میں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ عام فہم ہے۔ کیونکہ یہی طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا۔ جب ان کو خارجیوں کی طرف مناظر بنا کر بھیجا تھا کہ ان سے قرآن پڑھ کر مناظرہ نہ کرنا۔ کیونکہ قرآن مجمل کتاب ہے۔ ہر شخص اس کے مطالب کو اپنی طرف کھینچے گا۔ حدیث رسول پڑھ کر مناظرہ کرنا کیونکہ حدیث میں بات واضح ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خارجی قرآن قرآن کی رٹ لگائیں گے۔ کیونکہ قرآن میں اجمال زیادہ اور تفصیل کم ہے۔ اس لئے اس کے مفہوم ومطلب میں غلط بات ملائی جاسکتی ہے۔ جب خارجی قرآن پڑھیں تو تم ان کو میرے نبی کی حدیث سے پکڑنا۔ کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بات واضح ہوتی ہے۔

اب میں مثال دے کر سمجھاتا ہوں اور علامہ احمد سعید صاحب سے پوچھتا ہوں کہ قرآن میں واضح طور پر موجود ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اب قرآن کی کسی آیت میں واضح نہیں کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کو سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ہے تو علامہ صاحب دکھادیں۔ سجدہ نہ کرنے کی وضاحت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔ وہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے۔ لیکن امت میں تواتر کی وجہ سے یقینی ہوگئی ہے۔

اسی طرح جب ہمارا مناظرہ قادیانیوں ہوتا ہے ہم صاف حدیث پڑھتے ہیں: ''ان عیسی لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیامة'' بے شک اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے آنے والے ہیں، تو اس وقت قادیانی یہی شور مچاتا ہے کہ پہلے قرآن پیش کرو۔ پہلے قرآن پیش کرو کیونکہ ہمیں باب مدینۃ العلم (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نے مناظرہ کا طریقہ بتایا ہے۔ نمازوں کے اوقات اگرچہ مفسرین قرآن سے بھی ثابت کرتے ہیں۔ لیکن ہم عوام کو سمجھانے کے لئے احادیث پیش کرتے ہیں۔ علامہ صاحب کا مطالبہ ٹھیک نہیں۔ علامہ صاحب یاد رکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو کہیں گے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ضرورت نہیں۔ فرمایا ایسے لوگوں سے یہ پوچھنا کہ گدھا حلال ہے یا حرام؟ احمد سعید صاحب گدھے کے حرام ہونے کے بارے میں آپ کا عقیدہ ضرور یہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا گدھے کے حرام ہونے کے بارے میں ان سے قرآن سے دلیل طلب کرنا۔ قرآن کی قطعی آیت پیش کریں یا تحریر لکھ کر دیں۔ (کہ یہ حلال ہے)

دیکھو بات یہ چل رہی تھی کہ بات عام فہم ہو، میں نے عام فہم حدیث پیش کر دی اور محدثین سے اس کا متواتر ہونا بھی ثابت کر دیا۔ ایک خارجی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نماز فرض ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ لیکن نماز کی رکعتیں قرآن سے ثابت کرو کہ ہر نماز کی کتنی رکعتیں ہیں۔ ورنہ میں آج ظہر سے نماز پڑھنا چھوڑ دوں گا یا لکھ دو کہ ظہر کی رکعتیں عقیدہ ضرور یہ میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرے

عقائد اسی طرح ہیں؟ (یعنی کیا سارے عقائد قرآن سے ثابت ہیں؟ جو قرآن سے نہ ملے یعنی اس کی وضاحت نہ ملے وہ عقیدہ ضروریہ میں سے نہیں ہوتا؟)

اسی طرح مولانا احمد سعید صاحب وضاحت فرمائیں کہ جو عقائد صراحتاً قرآن میں نہیں ہیں، کیا وہ ان کو غیر ضروری قرار دیں گے؟ پھر میں آپ سے صحیح عقائد پوچھوں گا کہ یہ عقیدہ آپ نے کہاں سے لیا؟ سردست میں نے صرف ایک عقیدہ پوچھا ہے کہ نبی کو سجدہ کرنا حلال ہے یا حرام؟ قرآن کی آیت پیش کریں۔ لیکن وہ قیامت تک ایک آیت پیش نہیں کر سکتے جس میں یہ ہو کہ نبی (نبی کا لفظ ہو) کو سجدہ کرنا حلال ہے یا حرام۔ یہاں مجبور ہو کر وہ حدیث پیش کریں گے۔ بہر حال میں جس اصول پر مناظرہ کر رہا ہوں مجھے مناظرہ کا یہ اصول باب مدینۃ العلم نے سکھایا ہے۔

ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا صرف قرآن پیش کرو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تم بندر کا حرام ہونا قرآن سے دکھاؤ کہاں لکھا ہے؟

علامہ صاحب نے ایک بات یہ کہی کہ اس نے ترجمہ پورا نہیں کیا۔ الحمدللہ! میں اس پر خوش ہوں کہ اس روایت کا ترجمہ جس طرح میں نے کیا تھا، علامہ صاحب نے بھی اسی طرح کیا ہے۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ نقالوں سے روایت نقل کی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقال نہیں وہ اپنی سند کے ساتھ حدیث نقل کرتے ہیں۔ جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ ایسے ہی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ کتاب کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا کوئی سوال نہیں۔ حدیث سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ اگر علامہ احمد سعید صاحب کہتے ہیں کہ یہ نقال ہے تو وہ بتائیں کہ انہوں نے یہ حدیث کس کتاب کے حوالہ سے نقل کی ہے؟ یہ بات علامہ صاحب کی غلط ہے۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: عقیدہ تو ثابت نہیں کیا، میرے اوپر کئی حملے کئے ہیں۔ مولانا محمد امین صاحب نے پہلا حملہ تو یہ کیا ہے کہ قرآن پاک سے دلیل مانگنا مرزائیوں کا کام ہے۔ میں نے مولانا سے کہا ہے کہ قرآن سے اپنا عقیدہ ثابت کریں؟ مجھے کہا، اگر قرآن میں ان کا عقیدہ نہیں ہے تو بے شک حدیث سے ثابت کریں۔ لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ قرآن سے دلیل مانگنا قادیانیوں اور خارجیوں کا کام ہے۔ جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ترکت فیکم الامرین" میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ "اولھما کتاب اللہ" پہلی چیز کتاب اللہ ہے۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسبنا کتاب اللہ" ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ ہمیں عقیدہ کے لئے کتاب اللہ کی ضرورت ہی نہیں۔ انہوں نے شروع ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے۔

میرا سوال یہی تھا کہ مولانا! نہ میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہوں اور نہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کا منکر ہوں۔ لیکن آپ یہ تو بتائیں کہ قرآن سے آپ کو مخالفت کیا ہے؟ آپ قرآن مقدس سے دلیل پیش کیوں نہیں کرنا چاہتے اس کی وجہ کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حوالہ آپ نے نقل کیا ہے۔ اس کا انکار کس بدبخت نے کیا ہے۔ (یہاں پر علامہ صاحب نے اپنی علمیت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ فلاں لفظ اس طرح نہیں۔ اس طرح ادا کرنا چاہئے۔ یہ میرا آپ کے ساتھ تعاون ہے۔ کیونکہ ہم بھائی بھائی ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو خوارج کی طرف ان کو بھیجا تھا تو یہ کہا تھا کہ آیات میں احتمالات ہوتے ہیں۔ کئی قسم کے معنی ہوتے ہیں۔ وہ خوارج اس میں تاویلات

کریں گے۔ اس وقت تم ان کو حدیث رسول اللہ ﷺ کے تیر مارو "ارموا ھم بالسنة" یہ بات درست ہے کہ جب خود مسئلہ قرآن مقدس پیش کرتا ہے اور اس کی تشریح رسول اللہ ﷺ کردیں تو ٹھیک ہے۔ مولانا تمہارا نقصان کیا ہے؟ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ ہمارا دعویٰ تو قرآن میں موجود ہے۔ لیکن اس کی تشریح رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں ہے مگر آپ قیامت تک یہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ نہ قرآن مقدس میں تمہارا دعویٰ ہے اور نہ صحیح حدیث سے کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے دوسری مرتبہ بھی آپ قرآن کے نزدیک نہیں گئے۔

دوسرا آپ کا مطالبہ اجماع صحابہ کا۔ لو صحاح ستہ میں ہے شاید آپ کو پڑھنے کا موقع نہ ملا ہو، لکھا ہے: "باتفاق اھل العلم" (اس کے بعد ایک روایت باسند پڑھی جس کے آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مجمع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرماتے ہیں کہ لوگو! رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بھی مسئلہ در پیش آجائے تو "فلیقض بکتاب اللہ" فیصلہ کتاب اللہ سے کیا جائے گا۔ "فان جاء ہ امر لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ النبی ﷺ" اگر مسئلہ کتاب اللہ سے نہ مل سکے تو پھر حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف آؤ)

سوال یہ ہے کہ اہل علم سے کیا مراد ہے جو بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کیا کسی صحابی سے اس کے خلاف کوئی چیز ثابت ہے؟ اسی کا نام اجماع ہے بلکہ اجماع تو خود اس بات پر اللہ کے رسول پاک ﷺ کر گئے۔ جب فرماتے ہیں سارے مسائل کی ابتداء "اولھما کتاب اللہ" مولانا آپ تو حنفی ہیں۔ الزام دوسروں کو دیتے ہو کہ فلاں مرزائی ہے، فلاں اس طرح ہے، آپ تو حنفی ہو، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ "تمسک التمسکات الاربعة اولھا کتاب اللہ" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلیل لینے کے جو چار طریقے ہیں ان میں پہلا درجہ کتاب اللہ کا ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ اللہ کی کتاب پر آپ کو کب اعتماد نہیں رہا؟ قرآن کی آیت قطعی الثبوت والدلالت پیش کر کے اس کو حدیث رسول اللہ ﷺ سے واضح کرو۔ اگر حدیث میں وضاحت نہیں تو اس آیت کی وضاحت اقوال صحابہ سے پیش کرو۔ اگر اقوال صحابہ میں اس کی وضاحت نہیں تو ائمہ مجتہدین، اقوال صالحین کے ساتھ کرو۔ اس کا انکار کون بدبخت کر سکتا ہے۔ لیکن بدبختی کی بات تو یہ ہے کہ کلام اللہ کے نزدیک بندہ نہ جائے۔ اگر قرآن مقدس میں مسئلہ موجود ہے تو پیش کرو۔ اگر نہیں تو صاف کہہ دو کہ نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں حدیث رسول اللہ ﷺ کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ بہرحال آپ کو اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے کتاب اللہ پیش کرنا لازمی ہے۔ اس کے بعد پھر دوسرا نمبر ہوگا۔ چاہے پھر حدیث رسول پیش کردو یا کچھ اور۔ (والسلام)

<u>مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: "الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی" میرے دوستو! علامہ صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ اس میں ایک حدیث پڑھی کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، جن الفاظ سے انہوں نے حدیث پڑھی ہے۔ اس کی اگر کوئی صحیح سند ہے تو علامہ صاحب پیش کریں۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

<u>مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں "اولھما" کے الفاظ نہیں ہیں۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: ہیں۔

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: کتاب پیش کریں۔

(آج مناظرہ کو تیس برس ہونے کو ہیں، مماتی آج تک حوالہ پیش نہیں کر سکے۔ مرتب)

علامہ احمد سعید صاحب نے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث میں اپنی طرف سے الفاظ زیادہ کر دیئے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے جو میری طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے۔ ''اؤ لهما'' کے الفاظ نہیں ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سند کے ساتھ نقل بھی نہیں کیا۔ اگر اس کی سند پیش کر دیں تو منہ مانگا انعام دوں گا۔

دوسری روایت جو انہوں نے نسائی کے حوالے سے پیش کی، جس میں ''باتفاق اهل العلم'' کے الفاظ ہیں۔ یہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے الفاظ ہیں۔ اس کا اجماع صحابہ سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے اجماع صحابہ کا حوالہ مانگا تھا۔ اوپر کے الفاظ کسی صحابی کے الفاظ نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ روایت انہوں نے سند سے پیش کی۔ سند آپ نے سنی، یہ میرے ہاتھ میں احمد سعید کا رسالہ ہے۔ دمدمۃ الجنود (ص ۳۹) میں لکھتے ہیں کہ: ''اس میں ایک راوی ابو معاویہ ضریر ہے وہ بھی خیر سے غالی شیعہ ہے۔ یہ وہی راوی ہے جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہت سارے محدثین نے انکار کر دیا تھا'' آگے لکھتے ہیں: ''ابو معاویہ کا غالی شیعہ ہونا اگر چہ ظاہر نہ ہو لیکن وہ غالی شیعہ ہی ہے۔'' آگے لکھتے ہیں: ''اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے۔'' یاد رکھیں! علامہ احمد سعید صاحب نے جو سند نسائی کے حوالے سے پیش کی، اس میں بھی یہ دونوں راوی موجود ہیں۔ یہ تو فرماتے تھے کہ دلائل کی بھرمار ہوگی۔ لیکن پہلی دلیل ہی غالی شیعہ اور تدلیس کے مریض کی پیش کی جو ان کے مذہب میں مریض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مجھے تو فرماتے ہیں کہ آپ حنفی ہیں لیکن آپ شیعہ کی طرف کیوں بھاگ رہے ہیں جس کو آپ نے اپنی کتاب میں شیعہ لکھا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ علامہ صاحب کی کبیر والا کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے، اس میں انہوں نے ایک اصول بیان فرمایا تھا کہ امام صاحب کا جو قول پیش کیا جائے گا وہ باسند ہونا چاہئے اور جو قول انہوں نے پیش کیا اس میں ''اؤ لها'' کا لفظ نہیں ہے۔ دوسرا اس کی سند پیش کریں تا کہ ان کا لکھا ہوا اصول پورا ہو جائے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ ایک ہے اجتہاد کی ترتیب اور ایک ہے مناظرہ کی ترتیب۔ جو مولوی احمد سعید صاحب ترتیب پیش کر رہے ہیں وہ اجتہاد کی ترتیب ہے۔ ہم دعویٰ اجتہاد لے کر کھڑے نہیں ہوئے۔ مقلد کے لئے قطعاً یہ ترتیب نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مقلد نہیں ہیں۔ وہ مجتہد ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ان (احمد سعید) کے لکھے ہوئے کے مطابق ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ابو معاویہ اور اعمش موجود ہیں۔ پھر یہ روایت بھی مجتہد کے لئے ہے۔ اگر علامہ احمد سعید صاحب مجتہد بن کر کلام کر رہے ہیں تو ان کو اس کا حق دیں گے۔ لیکن کب؟ جب وہ اپنا دعویٰ لکھ کر دیں گے۔ پھر ہی اس پر دلائل پیش کریں گے۔

چھٹی بات۔ علامہ صاحب نے بار بار یہ بات کہی کہ آپ قرآن کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ میں علامہ صاحب سے کہتا ہوں اگر آپ مخالفت کا معنی جانتے ہوتے تو کبھی یہ بات نہ کرتے۔ مخالفت تب ہوتی کہ ایک آدمی کہے کہ سردار صاحب یہاں ہیں۔ دوسرا کہے کہ نہیں ہیں۔ اگر علامہ صاحب قرآن کی یہ آیت پڑھ دیتے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں، تب انہیں یہ کہنے کا حق تھا کہ آپ قرآن کی مخالفت کر رہے ہیں۔

جب انہوں نے میرے دعوے کے خلاف کوئی آیت نہیں پڑھی اور میرے دعوے کے خلاف کچھ ثابت نہیں کیا تو مجھے کہنا کہ میں نے قرآن کی مخالفت کی ہے، چہ معنی دارد؟

ساتویں بات یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ میں دلیل طلب کرنے والوں کو مرزائی کہتا ہوں، نہیں۔ اس لئے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سامنے رکھی تھی جس کو آپ نے بھی تسلیم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور سردار صاحب نے بھی شروع میں یہی کہا تھا کہ عوام کے سامنے ایسے دلائل رکھے جائیں جس کو وہ سمجھ سکیں۔ جب آپ نے حدیث کو متواتر مان لیا تو آپ بتلائیں کہ کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے خلاف حدیثیں بیان فرمایا کرتے تھے؟ کیا معاذ اللہ! اللہ نے ان کو اس لئے نبی بنا کر بھیجا تھا کہ ایک آیت میری سنا دینا اور دس باتیں اپنی طرف سے گھڑ کر سنا دینا؟ بہرحال میں تو اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کر رہا ہوں۔ پہلی حدیث جو میں نے پڑھی ہے، وہ ہے: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا۔ سرخ ٹیلے کے پاس سے میں نے ان کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔'' اب دیکھیں بات کتنی صاف ہے کہ دیکھنے والے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ریت کے ٹیلے نہ جنت میں ہوتے ہیں نہ علیین میں ہوتے ہیں۔ ریت کے ٹیلے یہیں دنیا میں ہیں۔ بخاری شریف میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ وہ ریت کا ٹیلہ جہاں موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے وہ بیت المقدس کے پاس ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ اس قبر میں موسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری تھا یا کوئی خواب وخیال کا جسم تھا؟ بات واضح ہے کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا یہ حیات کی دوسری دلیل پیش کر رہا ہوں۔

علامہ احمد سعید صاحب: برادران اسلام! میرا سوال مولانا کے ذمے ویسے ہی باقی ہے جیسے پہلے تھا۔ نہ انہوں نے اس پر کچھ ارشاد فرمایا ہے اور نہ آئندہ فرمانے کا ارادہ ہے۔ روایت وہ پڑھتے ہیں کہ جب روایات پر بحث کا مقام آیا تو ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں بنے گی۔ متواتر تو متواتر رہ گئی۔ اصل بات لوٹ لوٹا کر پھر وہیں آ گئی کہ مولانا فرماتے ہیں کہ فلاں راوی ضعیف ہے، فلاں ضعیف۔ ہمارے مذہب کا دارومدار ضعیف روایات پر تو نہیں ہے۔ باقی اگر مولانا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات نہیں مانتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات مان لیں۔ اس میں ان راویوں میں سے کوئی راوی نہیں۔

''اخبرنا محمد ابن بزار قال حدثنا ابو عامر قال حدثنا سفیان عن شیبانی عن شعبی عن شریح انہ کتبہ الی عمر یسئلہ فکتب عن عمر الیہ ان اقض بما فی کتاب اللہ فان لم یکن فی کتاب اللہ فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان لم یکن فی کتاب اللہ ولا بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بما قضی بہ الصالحون''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جم غفیر کی موجودگی میں فرماتے ہیں: ''حسبنا کتاب اللہ'' کہ ہمیں اللہ کا قرآن کافی ہے۔ مطلب کیا کہ اگر اللہ کی کتاب مقدس میں کوئی بات موجود ہے تو پھر دوسری طرف مطالبے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر اللہ کی کتاب مقدس میں کوئی بات نہیں ملتی تو پھر بے شک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔

باقی مولانا بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے حیات پر دلیل پیش کر دی۔ دوسری پیش کر دی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس بات کا جواب تو دے دیں کہ ان کا عقیدہ قرآن میں ہے یا نہیں؟ یا جان بوجھ کر بیان نہیں کر رہے۔ اس

کی کیا وجہ ہے؟ آخر قرآن مقدس سے دلیل کیوں بیان نہیں کی جاتی؟ یا اس کا اقرار کریں کہ قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں۔ اگر مسئلہ قرآن میں موجود ہے تو آیت پیش کریں۔ کیوں نہیں کرتے؟ دوسری روایت جو پیش کی ہے: ''رایت موسی یصلی فی قبرہ'' ثابت تو یہ کرنا ہے کہ حضرت پاک ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔ یہ ثابت کر رہے ہیں نماز پڑھنا اور یہ ایک دوسرا مسئلہ شروع ہو گیا۔

قرآن مقدس میں ''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' موت آنے تک آپ اللہ کی عبادت کریں۔ سوال یہ پیش ہوتا ہے کہ موت آنے کے بعد عبادت کی اجازت کیوں نہیں محمد ﷺ کو؟ موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ کمال حضرت محمد ﷺ کو کیوں حاصل نہیں ہوا؟ اس سے تو موسیٰ علیہ السلام کی حیات بھی ثابت نہیں ہوئی، کھجور کے خشک تنے پر حضور ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب ممبر بن گیا تو اس سے رونے کی آواز آنے لگی، تو پھر مولوی صاحب یہ کہیں کہ وہ بھی زندہ تھا، کھجور کا تنا اس سے زندگی ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ تو معجزہ تھا محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ کسی چیز کو دیکھ کر اس پر کوئی دعویٰ کرنا بڑے کمال کی بات ہے، وہ کنکریاں جنہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں کلمہ شہادت پڑھا تھا، یہ تو کہیں گے کہ وہ پتھر بھی زندہ ہیں۔ یہ معجزہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ کم از کم کوئی دلیل تو پیش کرنی چاہئے۔ چلو آپ خلاف ترتیب چل رہے ہو قران کو پس پشت ڈال رہے ہو، چلو جس طرف چل رہے ہو اس کو اچھی طرح نبھاؤ۔ ''رایت موسی یصلی فی قبرہ'' یہ محمد ﷺ کا اعجاز ہے۔ کیونکہ جس جسم میں حرکت کرنے کی طاقت بھی نہیں، حرکت دیکھنا یہ حضرت محمد ﷺ کا کمال ہے۔

پھر سوال لوٹ کر آیا ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی ایک ایسی آیت تلاوت کرو جو قطعی الثبوت بھی ہو اور قطعی الدلالت بھی ہو، اس کو سننے کے بعد ہر شخص سمجھ لے کہ مولانا محمد امین صاحب کا دعویٰ ثابت ہو گیا ہے۔ اگر قرآن میں ایسی آیت نہیں تو اس کا انکار کر دے۔ پھر ہم بھی تیار ہیں آپ بھی تیار ہو جاؤ۔ (والسلام)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! میں نے کہا تھا کہ مولانا احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث میں کچھ الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ یہ گناہ کبیرہ تھا یا تو مجھے کتاب دکھا کر میری غلطی کا ازالہ کر دیتے یا عام مجمع میں یہ اعلان کر دیتے کہ میں نے اللہ کے نبی کی حدیث میں اضافہ کیا ہے۔ یہ جرم ہے میں اس جرم کی معافی مانگتا ہوں۔

دوسری بات میں نے کہی تھی کہ اس کی سند ہی موطا سے ثابت نہیں کر سکتے۔ الحمد للہ! انہوں نے میری اس بات کو تسلیم کیا کہ انہوں نے ایک بے سند روایت پڑھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ میں نے جو کہا تھا کہ اس میں ابو معاویہ اور اعمش (بقول شما) ضعیف راوی ہیں اس کو بھی انہوں نے مان لیا کہ واقعی یہ ضعیف ہیں۔ اس سے آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ صرف کھوٹے سکے لئے پھر رہے ہیں کہ جن روایت کو وہ اپنی کتاب میں ضعیف کہہ چکے ہیں وہ کم از کم ان کو تو پیش نہ کرتے اور بات کو خواہ مخواہ لمبا کیا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جو انہوں نے اب روایت پڑھی ہے اس کا پہلا راوی محمد بن بشار ہے، اس کو ایک محدث نے دجال کہا ہے۔ علامہ سعید صاحب! اس کی توثیق اگر ہے تو ثابت کریں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ علامہ صاحب بھی کوئی صحیح حدیث پڑھ سکتے ہیں۔ الحمد للہ! جو روایتیں میں نے پڑھی ہیں ان پر اور ان کے کسی راوی پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی گئی۔

علامہ صاحب بار بار قرآن قرآن کی بات دہراتے ہیں۔ حالانکہ میں نے تو بات ختم کر دی تھی کہ ایک

اجتہادی ترتیب ہے اور ایک مناظرے کی ترتیب ہے۔ اجتہادی ترتیب وہی ہے جو مولوی صاحب بیان کر رہے ہیں۔ (لیکن یہ مناظرے کی ترتیب نہیں ہے) میں نے مولانا احمد سعید سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی سند مانگی تھی۔ کیونکہ ان کی تحریر میرے پاس موجود ہے، جس میں لکھا ہوا ہے کہ امام صاحب کا ہم وہ قول مانیں گے جو سند کے ساتھ ہوگا۔ اس قول کی سند بھی ابھی تک مولانا کے سر پر قرض ہے۔ وہ آئندہ تقریر میں ضرور پیش کریں۔

میں نے جو ترتیب رکھی ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ مناظرے کی ترتیب ہے، جو انہوں نے بتلائی اور جو روایات مولانا احمد سعید صاحب نے پڑھی ہیں اوّلاً تو وہ ان کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ ثانیاً وہ اس میں مناظرے کا لفظ نہیں دکھا سکتے: ''یحرفون الکلم عن مواضعہ'' بات بڑھانا یہ بات سمجھانا مقصود نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مولانا نے بڑی عجیب باتیں فرمائی ہیں کہ قرآن کی نص قطعی میں آ گیا ہے کہ موت کے بعد عبادت نہیں ہوتی۔

۱...... یہ جو نص قطعی کہا گیا ہے کیا یہ یقین کے لفظ کے معنی موت، قطعی الدلالت ہے؟ چونکہ انہوں نے یقین کا معنی موت کیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا معنی موت قطعی الدلالت ثابت کر دیں۔

۲...... مولانا! اگر آپ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں تو کیا علماء نے اس کا جواب نہیں دیا کہ ایک ہے تکلیفی عبادت مثلاً نماز اگر نہ پڑھی جائے تو بندہ گناہگار ہوتا ہے۔ دوسرا ہے تلذذ، یہاں آپ تسبیح کرتے ہیں، کیا جنت میں بھی آپ تسبیح کریں گے یا نہیں؟ آپ کی زبان پر جاری ہوگی یا نہیں؟ وہ تکلیفی نہیں ہوگی، مولانا وہ ساری حدیثیں بھی آپ کی اس آیت کے خلاف ہوں گی جن میں جنت میں ذکر وغیرہ کا ذکر ہے؟ کیا سارے جنتی قرآن کی نص قطعی کی مخالفت کر رہے ہوں گے؟ علماء اہل السنۃ کی یہی تو خوبی ہے کہ وہ علامہ صاحب کی طرح قرآن اور حدیث میں اختلاف نہیں مانتے بلکہ وہ حدیث کا ایسا معنی کرتے ہیں جو قرآن کی آیت سے نہ ٹکرائے۔ اگر علامہ صاحب یقین کا معنی قطعی طور پر موت مانتے ہیں تو وہ حدیث متواتر سے ثابت کریں۔

علامہ احمد سعید اپنی کتاب دمدمۃ الجنود (ص۱۸) پر لکھتے ہیں: ''قرآنی آیات کو گھڑنتو معنی پہنا کر من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور تفسیریں کرتے ہیں، صحیح روایت پر اتنا اعتماد نہیں کرتے۔ ان کے مقابلے میں نقوی نجفی کی روایت لیتے ہیں، جہاں اپنا مطلب ظاہر کرنا ہو تو وہاں مجہول الحال اور غالیوں کی روایات کا سہارا لینا جناب کا وطیرہ ہے۔''

دیکھیں ان کی اپنی تحریر کا خود علامہ صاحب پر ایک ایک لفظ صادق آ رہا ہے، کیونکہ جو سندیں انہوں نے پیش کیں، ان کے راوی مجہول ہیں، میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سند پیش کریں جو علامہ صاحب نے دوسروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ گھڑنتو معنی کرتے ہیں۔ اب خود علامہ صاحب نے گھڑنتو معنی شروع کر دیئے ہیں اور مجہول الحال راویوں کی روایات بھی پیش کرنا شروع کر دی ہیں اور جو صحیح احادیث میں پیش کر رہا ہوں وہ حضرت کو پسند ہی نہیں آ رہیں۔ جو کچھ حضرت نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس مناظرہ میں اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دوسری بات جو انہوں نے فرمائی وہ معاذ اللہ نبیوں کا قبروں میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کنکریوں کا تسبیح پڑھنا یا جیسے کھجور کے تنے کا رونا، اگرچہ اب تک یہ اپنے عقیدے کو چھپا رہے تھے لیکن اس تقریر میں انہوں نے اپنا عقیدہ بتلا دیا ہے کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو قبر میں ایسا ہی مانتا ہوں، جیسا کہ کھجور کا خشک بے جان تنا ہوتا ہے یا جیسے کنکری بے جان ہوتی ہے۔ کہاں تک وہ اپنا عقیدہ چھپاتے، مولانا نے اس تقریر

کے ضمن میں اپنے عقیدہ کے بارے میں بات واضح کر دی ہے۔ علامہ صاحب نے اس کو معجزہ بنایا ہے، اگر واقعی معجزہ ہے تو مجھے کسی آیت یا حدیث سے دکھا دیں کہ یہ معجزہ ہے، ورنہ ہر بات کو معجزہ بنتے جانا کہاں کا انصاف ہے۔

علامہ احمد سعید صاحب: جب تک یہ بات جاری رہے گی آپ خود انصاف کرو گے کہ یہ قرآن کی طرف نہیں آئیں گے، یہ زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن اپنے دعویٰ پر قرآن کی آیت پیش نہیں فرمائیں گے، مولانا فرماتے ہیں کہ مناظرہ کی ترتیب اور ہوتی ہے، مسائل کی تخریج اور استنباط کی ترتیب اور ہوتی ہے تو سوال پیش ہوتا ہے کہ اسلام میں اوّل نمبر پر کتاب اللہ ہے، پھر حدیث رسول اللہ ﷺ ہے۔ پھر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے، پھر ائمہ کے اقوال، ائمہ کا نمبر، درجہ تو چوتھے نمبر پر ہے۔ کیا جب غیر مسلم کو اسلام سکھاتا ہو اس کو سب سے پہلے اللہ کی کتاب پیش کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے؟ اگر کسی مسلمان کی اصلاح مقصود ہو تو کیا اس وقت قرآن کی کوئی حیثیت نہیں؟ لفظ مناظرہ تو آج ہمارے اور تمہارے درمیان استعمال ہو رہا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کے دین میں بھی یہ تقسیم ہے جو مولوی امین صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک ترتیب ہوتی ہے اجتہاد کی، ایک ہوتی ہے مناظرہ کی؟ کیا یہ تقسیم رسول پاک ﷺ نے بھی کی ہے؟ بار بار جو یہ کہہ رہے ہیں یہی چیز حدیث رسول ﷺ سے ثابت کر دیں کہ نبی پاک ﷺ نے ترتیبیں دو بتلائی تھیں۔ ایک مناظرہ کی، ایک اجتہاد کی۔ اللہ کے پاک نبی ﷺ نے دین سکھایا ہے خود آپ ﷺ نے بھی استدلال سب سے پہلے اللہ کی کتاب مقدسہ سے کیا ہے، جس کو بھی دعوت دی ہے اس کو کتاب اللہ سے دی ہے، اللہ نے ان کی تعریف میں:

”یتلو اعلیھم ایاتہ ویز کیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین“

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میرے نبی کی صفت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو سب سے پہلے تبلیغ اللہ کے قرآن سے پڑھ کر کرتے ہیں۔ ”یتلوا علیھم ایاتہ“ لیکن مولوی صاحب سب سے پہلے شروع کرتے ہیں، حدیث سے اور زور لگا لگا کر اس کو متواتر ثابت کر رہے ہیں۔ ابھی تو میں بولا نہیں جب میں بولا، لیکن سب سے پہلے قرآن مقدس کا مسئلہ تو حل ہو جائے، پھر لمحوں میں پتا چل جائے گا کہ کیا متواتر احادیث ایسے ہوتی ہیں جس طرح مولوی محمد امین صاحب پیش کر رہے ہیں؟ بس دو محدثین نے لکھ دیا تو تواتر ثابت ہو گیا۔

دوسرا مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت کا معنی بتلاؤ اور حضور ﷺ سے ثابت کرو، اگر میں کتاب پڑھ دوں تو پتہ چل جائے گا کہ یقین کا معنی صرف موت ہے۔ باقی عبادت تکلیفی اور عبادت تلذذ یہ ان کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ اسلام میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔

ایک بات یہ کہی کہ نبی پاک ﷺ کو خشک ستون سے تشبیہ دی ہے: ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم“ اتنا بڑا بہتان اور اتہام! پہلے آپ نے کہا ہے کہ قرآن کا مطالبہ مرزائی کرتے ہیں۔ اب دوسرا الزام یہ لگایا ہے کہ حضور ﷺ کو تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جس چیز میں روح نہیں رکھی گئی یا باقی نہیں رکھی گئی اس کے خلاف کوئی قیاس، کوئی فعل نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ بن جائے گا۔ اس کو اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے عقیدہ کی کہ حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی ان قبروں میں زندہ ہیں۔ اس کی دلیل قرآن سے پیش کرو یا اس ترتیب کی دلیل پیش کرو۔ حضور ﷺ سے، ورنہ امت کے اجماعی عقیدہ کے مطابق سب سے پہلے قرآن سے دلیل پیش کرو پھر آگے چلیں گے اور یہ بات سن لو کہ آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا لو۔ آپ روایتیں اور بھی پیش کرو گے۔ تیسری، چوتھی، پانچویں میں ان کا شمار نہیں کرتا۔ میں ایک ہی دفعہ شریعت کا، محمد رسول اللہ ﷺ کا

قانون مقدس پیش کروں گا۔ یہ روایتیں کوئی کسی طرف بھاگ جائیں گی۔ کوئی کسی طرف، وہی بات ظاہر ہوگی جو حدیث رسول ﷺ میں بنے گی۔ لیکن فی الحال میرا یہ مقصود نہیں، آپ قرآن پیش کرو۔ نبی پاک ﷺ ودیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ جاگتے بیٹھتے ہیں۔ قرآن کی واضح آیات پیش کروتا کہ عوام مسئلہ سمجھ لیں۔ (والسلام)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ: ''الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! مولانا احمد سعید صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ پہلا نمبر قرآن کا ہوتا ہے، دوسرا سنت کا۔ تیسرا اجماع کا، چوتھا مجتہد کے قیاس کا۔ مولانا نے جو کنکریوں والی اور ستون والی تشبیہ پیش کی ہے ان کا معجزہ ہونا نہ قرآن سے ثابت کیا ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے اور نہ مجتہد کے قول سے۔ آپ نے مجھ سے کہا ہے کہ اس لفظ ''یقین'' کا معنی موت کے علاوہ دکھادیں۔ الحمد للہ! آپ آہستہ آہستہ اصول کی طرف آرہے ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ کسی اہل السنۃ والجماعت مفسر سے یہ دکھادیں کہ انہوں نے لکھا ہو یہ انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں نماز پڑھنا اس آیت کے خلاف ہے، جو کام آپ نے پہلے کیا ہے، اس کا ثبوت پہلے آپ کے ذمہ ہے، آپ نے کہا یہ جو حدیث ہے یہ قرآن پاک کی آیت کے خلاف ہے۔

آپ نے ایک اصول بتایا ہے کہ اہل السنۃ مفسرین، یہ مفسرین آپ کے لئے بھی ہیں یا صرف میرے لئے ہیں؟ اس لئے میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے مفسرین میں سے کسی ایک قابل اعتماد تفسیر کو میرے سامنے رکھیں، جس میں انہوں نے یہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا (اور نماز پڑھنے والی حدیث) اس آیت کے خلاف ہے۔

تیسرا آپ نے یہ پوچھا ہے کہ یہ اجتہاد کی ترتیب کہاں ہے؟ حضرت ﷺ سے ثابت کریں، یہ تو حدیث میں ہے۔ حضرت پاک ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو اس میں انہوں نے بتلایا کہ میں پہلے مسئلہ قرآن سے لوں گا۔ پھر سنت سے ''ثم اجتھد برائی'' یہ مجتہد اپنی ترتیب بتلا رہا ہے، آپ مناظرہ کی ترتیب بیان کر دیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ مولانا نے فرمایا کہ مسلمان جب عیسائیوں سے مناظرہ کریں تو پہلے قرآن سے دلیل پیش کرنی چاہئے، آپ نے کہا رسول ﷺ نے بھی پہلے قرآن پڑھا تھا۔ آپ نجران کے عیسائیوں کا مناظرہ کتب میں پڑھیں۔ اس میں اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن سے پہلے اپنی بات سے ان کے سامنے دلائل پیش کئے۔ حضور ﷺ کے مناظرہ کو سامنے رکھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے پہلے اپنی دلیل پیش کی۔ اگر آپ کے ہاں اصول مناظرہ یہی ہے تو اس اصول کا قطعی ہونا آپ ہمارے سامنے رکھ دیں، میں تو حدیث پڑھ رہا ہوں۔

اب مولانا کے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والے نبی ﷺ کی احادیث کو ضرور تسلیم کرلیں گے۔ باقی آدمی تو احادیث تسلیم کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں، لیکن علامہ صاحب فرماتے ہیں جب میں بولوں گا تو حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ یہ اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث کو بھگانے کے لئے آئے ہیں۔ (یہاں مماتیوں نے شور کیا کہ حدیث کا لفظ نہیں کہا بلکہ روایت کہا ہے)

مولانا نے فرمایا میں نے جو روایت پڑھی ہے۔ اس میں: ''قال قال رسول اللہ ﷺ'' تھا یا نہیں؟ (تھا، لوگوں نے کہا) مسلمان تو اس کو حدیث بھی کہتے ہیں۔ آپ نے جان بچانے کے لئے یہ نئی بات کس اصول سے لی ہے؟ معاون مولانا عبد الحق صاحب حوالہ پیش کریں گے کہ جو ''قال قال رسول اللہ ﷺ'' سے شروع ہو اس کو حدیث

نہیں کہنا چاہئے بلکہ روایت کہنا چاہئے۔ان کے پاس اگر محدثین کے اصول کی کوئی کتاب ہوتو مجھے بتائیں۔بہر حال میں تو اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث پڑھتا جارہا ہوں۔حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة“

حضرت پاک ﷺ نے فرمایا سارے ہفتے کے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے، جس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ہے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی ہے، اسی میں قیامت کا نفخہ صور ہوگا۔اسی میں میدان قیامت میں بے ہوشی طاری ہوگی۔مجھ پر (اس دن میں) زیادہ درود پڑھا کرو۔کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ نے سوال کیا کہ حضرت آپ کی وفات کے بعد بھی؟ (کیونکہ عام طور پر لوگوں کے جسم مرنے کے بعد گل سڑ جاتے ہیں) آپ نے فرمایا اللہ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔یہی حدیث حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی ابن ماجہ میں موجود ہے، جس کے آخر میں اللہ کے پیغمبر کا فرمان ہے کہ اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

اب یہ دیکھئے تینوں حدیثیں میں نے صحاح ستہ سے پیش کی ہیں۔ایک مسلم شریف سے، دوسری ابوداؤد سے، تیسری ابن ماجہ سے۔یہ صحاح ستہ کی کتابیں موجود ہیں اور خاص اس جسم کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ زندگی کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں، جو جسم عام لوگوں کے گل سڑ جاتے ہیں، وہ یہ دنیا والا جسم ہوتا ہے یا کوئی اور ہوتا ہے؟ (لوگوں نے کہا یہی دنیا والا ہوتا ہے) اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بات کو نہایت واضح فرما دیا کہ جن جسموں کے بارے میں صحابہ کے ذہن میں یہ تھا کہ وہ جب قبروں میں رکھے جائیں تو وہ عام لوگوں کی طرح گل سڑ جایا کرتے ہیں۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

عام لوگوں اور انبیاء علیہم السلام میں دو قسم کا فرق ہے۔

۱...... عام لوگوں کے لئے کوئی قاعدہ نہیں کہ ان کے جسم محفوظ رہیں گے یا نہیں۔لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام ضرور محفوظ رہیں گے۔

۲...... اور دوسرا فرق یہ ہے کہ عام لوگوں کو جب قبر میں رکھا جائے اس کو مردہ ہی کہنا، لیکن انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔”نبی اللہ حی یرزق“ مولوی احمد سعید صاحب تو تشبیہ کنکریوں سے اور کھجور کے تنے سے دے رہے تھے۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں، کنکریاں تو ایک طرف رہیں، انسان جو اشرف المخلوقات ہے، ان عام انسانوں میں اور انبیاء علیہم السلام میں بھی فرق ہے قبر میں، خود حضور ﷺ نے خود انبیاء علیہم السلام کا فرق بیان کر دیا۔یہ چار حدیثیں ہوگئیں۔

علامہ صاحب کہتے ہیں جب میں بولوں گا تو حدیثیں بھاگ جائیں گی۔مولانا احمد سعید نے چار روایتیں پڑھی ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی نہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔(معاذ اللہ) بعض روایتیں مناظرہ کا اصول بیان کرنے کے لئے پیش کیں۔لیکن ان میں لفظ مناظرہ نہیں دکھا سکے۔میں نے ان کے راویوں کا مجہول الحال ہونا اور غالی شیعہ ہونا اور تدلیس کا مریض ہونا خود ان کی کتاب سے دکھا دیا۔اب میں دیکھوں گا وہ کون سی صحیح حدیث پڑھیں گے۔مسلمانوں نے کلمہ پڑھا ہے: ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اور مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ان کے نبی اللہ کی کتاب مقدس قرآن کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔جو حدیث صحیح ثابت ہوگی تو قرآن کے خلاف کبھی نہیں ہوتی۔ورنہ یہ ماننا پڑے گا (معاذ اللہ) کہ اللہ کا نبی اللہ کا مخالف اور دشمن ہوتا ہے۔

مولوی احمد سعید صاحب مجھے تو طعنہ دے رہے ہیں کہ قرآن کا مخالف ہے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کیا احمد سعید صاحب حضور ﷺ کو بھی کہیں گے کہ انہوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے؟ قرآن سے روگردانی کی ہے؟ آپ ﷺ کو پہلے قرآن کی آیت سنانا چاہئے تھی، جب حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی جسد اطہر کے ساتھ قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ مشاہدہ فرمایا، مولوی احمد سعید نے اس کو معجزہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی۔ میں نے مطالبہ کیا کہ اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کریں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی سند کا مطالبہ ابھی ان کے سر باقی ہے۔ کیونکہ یہ انہوں نے اپنی تحریر میں خود لکھا تھا کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صرف وہی قول پیش کریں گے جس کی ہم صحیح سند پیش کریں گے وہ بھی ابھی تک پیش نہیں کر سکے۔ میں نے کتنی حدیثیں پیش کی ہیں۔

مولوی احمد سعید صاحب نے کہا ہے کہ شاید مولوی امین کے نزدیک دو شخصوں کی بات تواتر ہے، دو آدمی تو تواتر کو نقل کرنے والے ہیں۔ تواتر دو آدمیوں کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ ہم مانتے ہیں کہ یہاں جتنے لوگ موجود ہیں، ان سب نے مکہ مکرمہ نہیں دیکھا۔ (اللہ تعالیٰ سب کو مکہ مکرمہ کی زیارت نصیب فرمائے) لیکن اتنے لوگوں سے مکہ مکرمہ کے بارے میں سنا ہے ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ سارے لوگ کراچی میں بیٹھ کر جھوٹ بنا کر نہیں لائے۔ ان کی خبروں سے ہمیں یقین قطعی حاصل ہو گیا ہے کہ ضرور مکہ مکرمہ موجود ہے۔ اگرچہ ہم نے نہیں دیکھا۔ اس کو تواتر کہتے ہیں۔ علامہ صاحب آپ کو کس نے بتلایا ہے کہ تواتر دو تین آدمیوں کا نام ہوتا ہے۔ نقل کرنے والا ایک ہو، جیسے اجماع کا نقل کرنے والا۔ جیسے آپ نے امام نسائی کا قول ''باتفاق اھل العلم'' یہ صرف امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کسی ایک صحابی سے بھی آپ ثابت نہ کر سکے، کیا میں کہہ سکتا تھا کہ جب تک ایک ایک صحابی سے آپ ثابت نہ کریں وہ اجماع نہیں ہو سکتا اور آپ تو ایک صحابی سے بھی نقل نہیں کر سکے۔ (جزاکم اللہ کی آوازیں)

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: مولوی صاحب بڑی کوشش کر رہے ہیں کہ بات میں کھینچا تانی اور الجھاؤ پیدا ہو جائے اور قرآن مقدس سے ہمیں دلیل طلب کرنے کا ہوش تک نہ رہے۔ اس لئے بات سے بات نکال رہے ہیں۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں میں نے حدیثیں پیش کی ہیں اور جو یہ پیش کی ہے: ''رایت موسی فانما قصلی فی قبرہ'' مولوی احمد سعید نے کہا ہے کہ یہ معجزہ ہے۔ لہٰذا وہ اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کرے۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مولوی صاحب نے یہ روایت صرف سنی ہوئی ہے یا پڑھی ہوئی بھی ہے؟ اس میں لفظ ''رایت موسی'' ہے موسیٰ قبر میں دفن ہیں۔ حضور ﷺ نے باہر کھڑے ہو کر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ مٹی کے تین چار گز نیچے، لپائی شدہ قبر کے اندر دیکھا۔ جب خود نبی پاک ﷺ نے خبر دے دی تو کیا اب کسی اور نص قطعی کی ضرورت باقی رہ گئی؟ یہ معجزہ ہی تو تھا۔ اگر معجزہ نہیں تھا کیا نبی پاک ﷺ غائب جانتے تھے؟ اس سے تو ہمیں شک پڑ رہا ہے کہ آپ کچھ اور ہی نکلے ہو کہ نبی پاک ﷺ پس دیوار عالم الغائب ہیں۔ حالانکہ ایسے نہیں۔ اس کے باوجود آپ اس پر بھی نص قطعی کا مطالبہ کرتے ہو، کیونکہ بات کو لمبا جو کرنا ہوا، لیکن بات لوٹ لوٹا کر پھر وہیں آتی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں، تواتر واجماع کا ناقل ایک ہے...... میں کہتا ہوں وہ ایک تواتر کا ثبوت تو پیش کرے، اس بیہقی یا کسی اور محدث کے پاس اسے تواتر کہنے کی کیا دلیل ہے۔ کیا اس محدث کو اس کے تواتر ہونے کا الہام ہوا ہے؟

مولانا الزام دیتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے عقلی دلائل دیئے: ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' صریح قرآن مقدس، جس میں اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کا منشور بتلایا کہ: ''لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ''

مومنوں پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا کہ ان پر ایسا نبی آیا کہ ان پر قرآن مقدس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کا نبی ساری زندگی عقل سے باتیں کرتا رہا۔ عقلی دلائل دیتا رہا۔ قرآن مقدس نہیں پڑھا۔ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' اللہ کے پاک نبی ﷺ نے تبلیغ رسالت، احکام رسالت، دعوت وحدت، کتاب اللہ سے شروع کی ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ کے پاس کلام اللہ کی دلیل نہیں ہے تو صاف لکھ کر دے دو کہ قرآن میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ عوام بے چارے انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کس وقت آیت پڑھی جائے گی۔ تم روایت کے بعد روایت، حدیث کے بعد حدیث پڑھتے جا رہے ہو۔ ہم نے ابھی اس پر بحث شروع نہیں کی۔ تاکہ ایک نئے موضوع میں نہ الجھ جائیں۔ اس لئے مطالبہ اسی طرح باقی ہے کہ پہلے دلیل قرآن مقدس سے پیش کرو۔ اس کے بعد دوسری بات شروع ہوگی۔

<u>مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ</u>: ''الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو اور بزرگو! میں نے مولانا احمد سعید صاحب سے کہا تھا کہ آپ کو نص قطعی کا لفظ تو بہت یاد آیا لیکن اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کریں۔ مولانا نے فرمایا اس روایت میں رایت کا لفظ ہے اور یہ معجزہ کے معنی میں نص قطعی ہے...... نہ معلوم مولانا کو نص قطعی کا معنی بھی آتا ہے یا نہیں، نص قطعی اس کو کہتے ہیں جو بیان کے لئے اصل ہو۔ ''لا الہ الا اللہ'' یہ توحید میں نص قطعی ہے۔ ''لا شریک لہ'' یہ شرک کی نفی میں نص ہے۔ اب میں مولانا سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو ہم بہت شور سنتے تھے نص قطعی، نص قطعی۔ لیکن تم تو نص قطعی کا معنی بھی نہیں جانتے اور آپ نے خود کہا ہے کہ نص وہ ہے جو قرآن کے ترجمہ میں لکھا ہوا ہو۔ اگر رایت کا معنی معجزہ ہے تو دکھائیں کس نے یہ لکھا ہے۔

باقی رہا کہ اتنی دور سے دیکھنا کہ آپ غائب مانتے ہیں یا نہیں۔ غور کریں ایک ہے دیکھنا، ایک ہے موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا۔ دیکھیں حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر بیت المقدس کو دیکھا یا نہیں؟ (لوگوں نے کہا کہ دیکھا) یہ دیکھنا تو معجزہ ہے لیکن بیت المقدس کا وہاں موجود ہونا تو معجزہ کی بات نہیں۔ یہاں صرف قیاس کر لیا ہے کہ وہ دوسری چیز بھی معجزہ ہے۔ میں حضرت مولانا سے عرض کر چکا ہوں کہ قیاس مجتہد کا کام ہے اور آپ مجتہد نہیں ہیں۔ اس لئے ایسے قیاسات کو چھوڑ دیں۔

ہم تو ان ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث کے انتظار میں ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوں گی۔ باقی مولانا نے یہ جو کہا کہ ایک محدث کو الہام ہوا ہے کہ یہ روایت متواتر ہے، میں نے بات واضح کر دی کہ جس کسی محدث نے تواتر لکھا ہے، اگر تو یہ بہت بڑا جھوٹ ہے، تو باقی سارے محدث اس پر خاموش کیوں رہے؟ بلکہ اس کو نقل کرتے آرہے ہیں۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر مرقات میں اس تواتر کو نقل کیا ہے۔ (محدث ہند رحمہ اللہ) نے بذل المجہود میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ نے ترجمان السنۃ میں بھی اس تواتر کو نقل کیا ہے۔ اگر یہ بات غلط تھی تو باقی محدثین کو نقل کرنے کی بجائے خاموش رہنا چاہئے تھا یا تردید کرنی چاہئے تھی۔

مولانا! آپ جانتے ہیں کہ اجماع میں ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ذمہ دار آدمی اس کو بیان کر دے۔ باقی تمام ذمہ دار اس پر خاموش رہیں اور خاموشی سے قبول کرنا یہ بھی اجماع ہے۔ پتہ نہیں آپ نے اصول کیا

پڑھا ہے؟ دیکھو میں بات کر رہا ہوں، مولانا ادھر ادھر جا رہے ہیں۔ ابھی تک ایک بھی حدیث نہیں پڑھی کہ انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

میں نے کہا تھا کہ حضور ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے گفتگو اپنے دلائل سے شروع فرمائی تھی۔ علامہ صاحب نے آیت پڑھی ہے: ''لقد من اللہ علی المومنین'' نہ معلوم یہ مومنین کا ترجمہ عیسائی کریں گے؟ میں نے تو بات نجران کے مناظرہ کی کی تھی۔ یہ آیت پڑھ رہے ہیں: ''لقد من اللہ علی المومنین'' حضرت! یہ تعلیم کی بات ہے۔ تعلیم میں پہلے قرآن پڑھایا جائے گا، پھر اس کی تشریح حدیث سے کی جائے گی۔ تعلیم کا یہی طریقہ ہے۔ کسی عدالت کا یہ اصول نہیں۔ اصول یہ ہے کہ مدعا علیہ کا کام صرف یہ ہے کہ پیش کردہ گواہوں پر جرح کرے۔ مدعا علیہ یہ ہرگز نہیں کر سکتا کہ جناب آپ نے گواہی کے لئے سردار صاحب کو پیش کیا ہے، میں ان کو گواہ بعد میں مانوں گا۔ پہلے آپ صدر پاکستان کو گواہ پیش کریں یا وزیر اعظم کو پیش کریں۔ اگر یہ غلط اصول بنالیا جائے تو اس کا بہت نقصان ہوگا۔ اگر مولانا ناراض نہ ہوں تو میں بتلاتا ہوں کہ شرطیں لگا کر دلیل طلب کرنا، یہ شرطیہ معجزہ طلب کرنا ان لوگوں (کافروں اور مشرکوں) کا کام تھا۔ وہ شرطیہ معجزہ مانگتے تھے۔ (یہ پہاڑ سے اونٹنی نکلے وغیرہ وغیرہ) مدعی کے ذمہ معتبرہ گواہ کو پیش کرنا ہے۔ خواہ کسی کو پیش کرے، اگر وہ گواہ غیر معتبر ہے تو مدعا علیہ کے ذمے صرف یہ ہے کہ گواہ پر جرح کر کے اس کو رد کرے۔ پھر دوسرا گواہ پیش کیا جائے اس پر جرح کرے۔ ورنہ میں سردار صاحب کو گواہ پیش کردوں گا۔ آپ کہیں گے نہیں ڈی سی صاحب کو پیش کرو۔ میں ان کو پیش کروں گا۔ آپ کہیں گے گورنر صاحب کو پیش کرو۔ آپ تمام عدالتی نظام معطل کرنا چاہتے ہیں۔ گواہ کے بارے میں یہ اصول شریعت کا ہے، نہ عدالت کا ہے، نہ عقلاً ثابت ہے اور نہ آج تک کسی قانون دان نے لکھا ہے۔

ہم اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں کو بھی قطعی مانتے ہیں اور جو تواتر سے ثابت ہیں وہ بھی قطعی الثبوت ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ نے متواتر روایات اور احادیث میں کبھی یہ ترتیب نہیں رکھی۔ مجھے حنفی کہہ رہے ہیں اور خود اصول حنفی سے روگردانی کر رہے ہیں۔ کسی اصول فقہ حنفی میں دکھادیں کہ متواتر روایات اور آیات میں یہ ترتیب ہے؟ کسی کا بھی یہ اصول نہیں ہے۔

حیات کی اور دلیل سنو! حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر جتنا زیادہ درود پڑھے گا وہ قیامت کے دن اتنا ہی میرے زیادہ قریب ہوگا اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ہر جمعہ کا جو لفظ آرہا ہے اس کو معجزہ یا خرق عادت کہہ کر ٹالا نہیں جاسکتا بلکہ یہ قاعدہ ہے کہ آپ ﷺ پر درود پیش ہو رہا ہے اور درود کا پیش ہونا زندگی کی دلیل ہے، موت کی دلیل نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد، مسند احمد میں ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں۔ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اب سلام سننا اور سلام کا جواب دینا (کیا ہے غور فرمائیں) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری (پارہ ۳ ص ۲۷۹) میں فرماتے ہیں: ''رواتہ ثقات'' اس حدیث کے سارے راوی سچے اور پکے ہیں۔ علامہ مناوی سراج المنیر شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں: ''اسنادہ حسن'' اس کی سند بڑی اچھی ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاذکار (ص ۱۰۶) میں فرماتے

ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے چاروں مذاہب کے اتفاق کے بعد غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان بھی اپنی کتاب دلیل الطالب (ص ۸۴۳) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ شافعی ''القول البدیع'' (ص ۱۱۷) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الملہم'' (ج ۱ ص ۳۳۰) شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ''عقیدۃ الاسلام'' (ص ۵۲) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

علامہ احمد سعید صاحب: السلام علیکم! مولانا نص قطعی کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ جس واسطے کلام چلایا گیا ہو، شاید انہوں نے کسی اردو ترجمہ میں یہ معنی پڑھا ہو، نص قطعی کا یہ معنی نہیں۔ یہ معنی ہے ''عبارۃ النص'' کا ما سیق لہ الکلام۔ یہ فرماتے ہیں کہ نص قطعی کا معنی ہے خیر۔

مولانا مثال سے نقل کرتے ہیں کہ محدثین کا تواتر سے نقل کرنا یہ مولانا کے نزدیک دلیل قطعی بن گئی ہے۔ پہلے بات یہ تھی کہ پہلے قرآن سے دلیل پیش کی جائے پھر اس کے بعد ہمارا ایمان حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اب صرف دو محدثین کا نقل کر دینا مولانا کے لئے عقیدہ کا مدار بن گیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ سولہ آنے ٹھیک ہے۔ (مولانا نے حدیث پڑھی ہے) ''مامن مسلم یسلم علیّ الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام''

ایمان سے بتلائیں کہ اس میں کوئی قبر کا لفظ آیا ہے؟ اس میں کوئی موت یا حیات کی بات ہے؟ اپنی طرف سے اس میں داخل کر دینا کہ اس سے قبر اور اس کی زندگی مراد ہے، اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا۔ کیونکہ اس کا معنی مولوی صاحب کو فائدہ نہیں دیتا۔ کیونکہ اس میں موت حیات کا کوئی معنی نہیں ہے، نہ قبر کا کوئی لفظ ہے۔ ابھی ہم نے اس پر جرح نہیں کی جو عنقریب ہم شروع کرنے والے ہیں۔ پھر مولانا نے فرمایا اجماع کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ایک آدمی کہہ دے دوسرے خاموش ہو کر سن لیں۔ انکار کوئی نہ کرے۔ کیا یہ اجماع مولوی صاحب کے لئے اسپیشل ہے یا دوسرے فریق کو بھی فائدہ دے سکتا ہے؟ ایک صحابی کہے: ''حسبنا کتاب اللہ'' دوسرے خاموش ہو جائیں کیا یہ اجماع نہیں ہے، صرف دو محدث کہہ دیں کہ فلاں روایت تواتر سے ثابت ہے۔ یہ اجماع ہو گیا۔ بہر حال بات لوٹ کر پھر وہیں آئے گی کہ مولانا چاہے روایات کی بھرمار کر دیں، ان پر بحث اس وقت ہوگی جب ان کا نمبر آئے گا۔ سر دست مولوی صاحب اپنا عقیدہ ثابت کریں۔ قرآن مقدس کی آیت سے، اللہ کی مقدس کتاب سے اپنا عقیدہ ثابت کریں کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اپنے جسم کے ساتھ روح مقدس اس میں داخل ہے یا جو شکل بھی ہو جسم مقدس زندہ ہے۔ جس طرح دنیا میں تھا۔

جب تک قرآن کی آیت پیش نہ کریں روایات کی بھرمار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ پہلی دلیل اور مستدل اللہ کی کتاب مقدس ہے۔ جب تک آیت نہ آئے میں بھی مقابلہ میں روایات پیش کرنا شروع کر دوں، اجماع پیش کرنا شروع کر دوں، مولانا صاحب صرف یہ بتلائیں کہ نبی علیہ السلام کی کتنی عمر مبارک پر اجماع ہے؟ تریسٹھ سال کی زندگی پر امت کا اجماع ہے۔ اس کے بعد ایک منٹ کی زندگی بھی ثابت نہیں۔ لیکن تم اب تک زندہ مانتے ہو، اگر آپ کی روایات صحیح ہیں تو پوری امت کیوں گمراہی کے گڑھے میں جا پڑی ہے۔ کیونکہ وہ تریسٹھ سال کے بعد ایک منٹ کی زندگی بھی تسلیم نہیں کرتے۔ عجیب بات ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ ہوں اور صحابہ کا اس پر اجماع بھی ہو کہ وحی منقطع ہو چکی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و دیگر صحابہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ ''انقطع الوحی عنا'' کہ

نبی ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی۔ اگر عمر تریسٹھ سال ہے تو اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ اگر زندگی اسی طرح باقی ہے تو وحی منقطع ہونے کا کیا مطلب؟ نزول قرآن کے بعد ہونے کا کیا معنی؟ اگر زندگی باقی ہے تو مدینہ منورہ میں نماز کیوں نہیں پڑھاتے؟ بہرحال یہ تعارضات تناقضات کا وقت تو بعد میں آئے گا، فی الحال مولوی صاحب آیت مقدس پیش کریں کہ قبر مقدس کے اندر نبی ﷺ "الآن کما کان فی الدنیا" زندہ بجسمہ وارد ہیں۔ ودونہ خرط القتاد!

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ: "الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی" (جب مولانا کا نمبر آیا تو مماتی دس منٹ تک شور کرتے رہے۔ شور کے دوران حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا یہ جملہ سمجھا گیا ہے کہ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے وراثت کے مسئلہ میں حدیث پیش کی تو کیا انہوں نے کہا کہ پہلے قرآن پیش کرو؟ منصف نے منتیں کر کے خاموش کروایا)

میرے دوستو، بزرگو! آپ کافی دیر سے یہ بحث سن رہے ہیں۔ مولوی احمد سعید صاحب نے مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کے حوالہ سے ایک حدیث پڑھی، اس میں ایک لفظ اپنی طرف سے زیادہ کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں حدیثیں پیش کر رہا ہوں اس پر مولانا احمد سعید فرماتے ہیں جب میں بولوں گا تو یہ حدیثیں بھاگ جائیں گی۔

اب جو تقریر علامہ صاحب نے ختم کی ہے، اس کے آخر میں علامہ صاحب نے فرمایا: "ودونہ خرط القتاد" یہ حضور ﷺ کی احادیث کے بارے میں فرمایا ہے۔ سردار صاحب نے فرمایا تھا بات وہ کریں جو ہمیں سمجھ آئے۔ اس لفظ کا معنی تم میں سے کسی شخص کو سمجھ آیا؟ (لوگوں نے کہا نہیں) علامہ احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث کو کانٹے کہا ہے۔ (اس پر مولوی احمد سعید صاحب اور اس کے حواری "لاحول ولا قوۃ" پڑھنے لگے مولانا نے فرمایا: "لاحول" پڑھنے والے اس کا اگر کوئی اور معنی ہے تو بتلا دیں۔ لیکن وہ نہ بتلا سکے)

میرے اوپر "لاحول ولا قوۃ" نہ پڑھیں بلکہ "لاحول" اس پر پڑھیں جس نے یہ بات کہی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مجھ سے قرآن کا مطالبہ ہے، اگر یہ قران کو مانتے ہیں تو اگر یہ ایک آیت پڑھ دیتے کہ اللہ کے نبی اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ نے پوچھا) کہ مناظرہ ختم ہو جاتا یا نہ؟ عوام: بالکل!

اگر یہ ایک آیت پڑھ دیتے تو مناظرہ ختم ہو جاتا۔ لوگوں میں ستر آیات کا شور کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ستر آیات ہیں۔ اب اتنا وقت ہو چکا ہے ابھی تک ایک آیت نہیں پڑھی۔ یہ ایک آیت پڑھ دیں میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔ لیکن یہ تو شور شرابا کر کے مناظرہ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ سردار صاحب بات اس طرح ختم ہو گی یہ آیت پڑھ دیں، جس کا معنی ہو خدا کے نبی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (معاذ اللہ) میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ میں دس احادیث پڑھ چکا ہوں یہ بھی اٹھارہ سو میں سے کوئی ایک پڑھ دیتے۔ پھر سند پر بحث اگر کوئی کرنا چاہتا تو کر لیتا۔ میں دس پڑھ چکا ہوں۔ انہوں نے ایک بھی نہیں پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہو کہ خدا کے رسول اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

پانچویں بات۔ اب جس طرف مولانا آئے ہیں یہ ان کا واعظانہ رنگ ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے۔ جب عمر تریسٹھ سال ہے تو قبروں کی زندگی ثابت نہیں۔ میں مولانا سے عرض کروں گا کہ یہ وعظ کی مجلس نہیں یہ مناظرہ کی مجلس ہے۔ مولانا ایک کتاب کا حوالہ پیش کریں کسی ایک سنی محدث یا فقیہ نے یہ لفظ

لکھے ہوں کہ: ''اجماع اس پر ہے کہ نبی پاک ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے۔اس لئے قبر کی زندگی والی روایات اجماع کے خلاف ہیں۔'' دیکھیں میں گالی نہیں دے رہا۔اس طرح مولانا نے فرمایا حدیث ہے: ''انقطع الوحی'' پہلے علامہ صاحب نے اپنے ساتھیوں کو تسلی دینے کے لئے سندوں سے روایات پیش کیں۔مگر جب میں نے ایک سند کے راوی محمد بن بشار کا پوچھا تو انہیں پتہ نہیں چلا کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف؟ پھر میں نے ان کی پیش کردہ حدیث کی سند سے اعمش کا پوچھا اور ابومعاویہ کا پوچھا۔اب ان کو سندیں بھول گئی ہیں۔''انقطع الوحی'' والی روایت کی سند پیش کریں تاکہ مجھے پتہ چلے کہ اس کی سند صحیح ہے یا نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایک اہل السنۃ والجماعت محدث سے یہ دکھادیں کہ حدیث متواتر ہے اور اس حدیث کے تحت لکھا ہو کہ وحی کے منقطع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں۔میں دو محدثین کا مطالبہ نہیں کرتا کسی ایک سے دکھادیں۔بشرطیکہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ ہو۔

دیکھیں میں حدیثیں پڑھ رہا ہوں اور ایسی حدیثیں پڑھی ہیں جن کا ترجمہ بھی وہی ہے جو حدیث کے الفاظ ہیں اور یہی ترجمہ احمد سعید صاحب نے اس کا کیا ہے۔اس لئے تفسیر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی اور نہ پڑے گی۔ جیسے ''لا الہ الا اللہ'' اس کا ترجمہ ہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔یہاں کسی تفسیر کا مطالبہ نہیں۔لیکن انہوں نے جواب میں عقلی دلائل پیش کئے ہیں۔(اس کے مقابلے میں احادیث نبوی کو کانٹے کہنا شروع کردیا) کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔میں ان سے تواتر کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔(حالانکہ میں نے متواتر روایات پیش کی ہیں) اور اجماع کا مطالبہ بھی نہیں کرتا، دو محدثین کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔صرف ایک حنفی محدث سے دکھادیں جس نے یہ لکھا ہو کہ حضرت پاک ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہے۔ اس لئے وہ اپنی قبر شریفہ میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں۔لیکن کسی حنفی عالم نے یہ نہیں لکھا۔

خود علامہ احمد سعید صاحب اپنی کتاب دمدمۃ الجنود میں لکھتے ہیں کہ: ''ان لوگوں نے (ڈاکٹر عثمانی نے) گھڑ نتو ترجمے کئے ہیں۔حدیث اور قرآن کے، قرآنی آیات اور ادعیہ ماثورہ سے تعویذ لکھنے کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے۔اس ڈاکٹر بے علم سے پہلے کسی ایک اہل علم و دیانت نے اس پر نکیر نہیں کی۔''

یہ جو مطالبہ مولوی احمد سعید نے ڈاکٹر عثمانی سے کیا ہے یہی مطالبہ مولوی احمد سعید سے میں کرتا ہوں کہ یہ اپنے سے قبل کسی ایک اہل علم کا نام لیں جس نے تریسٹھ سال کی عمر سے قبر کی زندگی کے نہ ہونے پر اس بات کو دلیل بنایا ہو اور کسی ایک صاحب علم کا نام لیں جس نے انقطاع وحی کی روایت کو انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی موت کی دلیل بنایا ہو۔یہ شرطیں لگاتے ہیں، میں نے ان کو سب شرطیں چھوڑ دیں۔میں صرف ان کی شرط پوچھنا چاہتا ہوں۔

(یہاں آکر علامہ احمد سعید صاحب درمیان میں بول پڑے کہ ایک منٹ ٹھہریں تھوڑا شور بھی ہوا)

لیکن مناظر اہل السنۃ نے اپنی بات جاری رکھی اور فرمایا مولوی احمد سعید صاحب کی کتاب دمدمۃ الجنود میں ہے، وہ خود لکھتے ہیں: ''اس مجدد العمیان (یعنی اندھوں کے مجدد) کی بات اگر صحیح ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کتنے مفسر، محدث، مجتہد اور مفکر ہیں جنہوں نے اس آیت سے وہی سمجھا ہے جو اس سے اندھوں کا امام سمجھ رہا ہے اور اپنی ذاتی رائے سے یہ تفسیر بیان کرنے کا یہ عادی مجرم ہے اور تمام امت کے علماء عالمین حتیٰ کہ صحابہ اور تابعین کو بھی حرام خوری کی بھٹی کا مستحق بنانا چاہتا ہے۔''

جو مطالبہ علامہ احمد سعید نے عثمانی سے کیا، انہوں نے جو لقب اس کو دیا، اندھوں کا مجدد میں علامہ کو نہیں دینا چاہتا۔ لیکن یہ ضرور پوچھوں گا کہ کتنے محدث، مجتہد اور مفسر ہیں جنہوں نے تریسٹھ سال عمر والی روایت سے حضور ﷺ ودیگر انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں مردہ اور بے جان ہونا ثابت کیا ہے؟ کتنے محدث، مفسر، مجتہد ایسے ہیں جنہوں نے ''انقطاع الوحی'' کی روایت سے انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں مردہ اور بے جان ہونا ثابت کیا ہے؟ اگر اس طرح کے گھڑ جو معنی ڈاکٹر عثمانی لکھے تو علامہ احمد سعید صاحب اس کو یہودی کہے۔ اس کو اندھوں کا امام لکھے۔ اس کو رافضی لکھے۔ اس کو بے دین کہے اور یہ لکھیں کہ ڈاکٹر عثمانی صاحب کو دوسروں کا علاج کرنے کی بجائے پہلے اپنے دماغ کا علاج کروانا چاہئے یہ بات دمدمۃ میں ہے۔ میں بھی علامہ احمد سعید صاحب سے عرض کر رہا ہوں کہ جو مطالبہ آپ نے ان سے کیا ہے وہی مطالبہ آج میں آپ سے کر رہا ہوں اور یہ وہی مطالبہ ہے جو آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ آپ ایک محدث، مجتہد یا مفسر کا نام پیش کریں کہ انہوں نے وہ استدلال کیا ہو جو تم استدلال کر رہے ہو۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: بھائی! مولوی صاحب نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ غیر متعلقہ باتیں کی ہیں۔ لیکن نتیجہ پھر بھی وہیں رہا۔ میں صرف دو باتیں عرض کرتا ہوں، مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کوئی ایک محدث ایسا ہو جو یہ کہتا ہو کہ کسی ایک محدث نے تریسٹھ سال عمر والی روایت سے قبر کی موت پر استدلال کیا ہو، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پوری کائنات میں ایک بھی محدث نہیں جو حضور پاک ﷺ کی زندگی تریسٹھ سال سے اوپر لکھتا ہو۔ بات تو یہ ہے کہ کوئی ایک محدث لکھے کہ حضرت محمد ﷺ تریسٹھ سال کے بعد بھی زندہ ہیں تا کہ تریسٹھ سال کی زندگی اللہ کے رسول ﷺ کی مشکوک مانی جائے اور اس کے بعد پھر لمبی زندگی مانی جائے۔

مولوی صاحب دوسری بات آپ قرآن کی کرتے ہیں تا کہ آپ سے قرآن کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ حدیث صحیح ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ سب سے پہلے فرمایا۔ ''موتی'' میرا دنیا سے چلا جانا، وفات پا جانا، اللہ کے پاک نبی ﷺ کی یہ حدیث آپ کے دعویٰ کی بڑی شدت کے ساتھ رد کر رہی ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ دنیا کے کسی بھی خطہ میں زندہ ہوں تو قیامت قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ کے نبی ﷺ زندہ ہوتے تو قیامت کا آنا مشکل ماننا پڑتا ہے۔ تم اجماع امت کی بات کرتے ہو، یہاں تو خود پاک نبی ﷺ نے فرما دیا کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ''موتی ثم فتح بیت المقدس'' سب سے پہلے میرا دنیا سے وفات پا جانا، اگر نبی پاک ﷺ تریسٹھ سال کے بعد بھی دنیا کے کسی حصہ میں زندہ ہیں، قبر مقدسہ دنیا میں ہے یا نہیں؟ مدینہ عالیہ دنیا میں ہے یا نہیں؟ اگر اس میں نبی پاک زندہ موجود ہیں تو پھر قیامت نہیں آسکتی۔ یہ آپ کی اس بات کا رد ہے جو تم بار بار کہتے ہو کہ فلاں محدث سے دکھاؤ۔

تم محدثین کی بات کرتے ہو میں خود رسول پاک ﷺ کی حدیث کی بات کرتا ہوں باقی میں جو مطالبہ کر رہا ہوں کہ آپ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کلام اللہ کی آیت پیش کرو۔ کیونکہ اس کے متعلق خود کلام پاک کے اندر یہ قانون موجود ہے جب یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ فلاں چیز حرام ہے، فلاں حلال ہے۔ حالانکہ ان کا صرف دعویٰ تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا'' اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ فلاں چیز حرام ہے تو پھر اللہ کی کتاب تورات لے آؤ اور پڑھ کر سناؤ تم کہہ رہے ہو کہ مناظرہ میں کتاب مقدس پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ تو خود کلام پاک سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں: ''فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا'' کتاب مقدس

پیش کرو۔ خود حضور ﷺ نے مخالفین سے دلیل اللہ کی کتاب سے مانگی ہے۔ اگر ہم آپ سے آپ کے عقیدہ کے اثبات کے لئے قرآن سے دلیل مانگیں تو آپ کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ محدثین نے اس طرح نہیں کہا۔ افسوس کہ آپ نے دنیا کے تمام محدثین اور فقہاء کے بارے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا ان کا قرآن مقدس سے کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح میں بار بار قرآن سے اعراض کر رہا ہوں ان کا بھی قرآن سے اسی طرح اعراض تھا۔

دوسرا آپ نے یہ الزام لگایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کی احادیث کو کانٹوں سے تشبیہ دی ہے: ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' بات یہ ہے کہ میں نے ''دونہ خرط القتاد'' کہا اور ''خرط القتاد'' دونوں لفظوں کا معنی مولوی صاحب نے ''کانٹے'' کیا ہے، یہ بھی سمجھنے کی چیز ہے۔ خیر! مقصد یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی احادیث کو صحیح ثابت کریں تاکہ وہ قرآن کے مخالف نہ رہے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر حدیث کو صحیح ثابت نہ کیا جاسکے تو پھر ایسا ہی ہے جیسے بندہ کانٹوں پر ہاتھ مارے، حدیث کو تشبیہ نہیں بلکہ آپ کو تشبیہ دی ہے کہ تم قرآن مقدس کی طرف نہیں آتے اور بھاگ کر حدیث رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے ہو، جو شخص قرآن مقدس کی طرف نہیں آتا۔ اس کو حضور ﷺ کی حدیث سے کیا تعلق؟ بہرحال! آپ کے ذمہ آیت مقدس پیش کرنا ہے جس کی طرف تم آنے کے لئے تیار نہیں ہو اور نہ میں آپ کو رخصت دے سکتا ہوں کہ اس کو چھوڑ کر آگے چل دیں، آپ جو حدیث پر حدیث روایت پر روایت پڑھ رہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو میں بھی روایت کے مقابلہ میں روایت پیش کروں گا۔ لیکن میرا مطالبہ اسی طرح باقی رہے گا کہ آیت مقدس پیش کرو۔ اگر کتاب مقدس میں نہیں ہے تو صاف اقرار کرو کہ یہ مسئلہ اثباتاً یا نفیاً کلام مقدس میں نہیں ہے۔ پھر بے شک حدیث رسول ﷺ کی طرف آؤ۔ پھر روایت کے مقابلہ میں روایت آئے گی، پھر آپ کی پیش کردہ روایات پر بحث بھی ہوگی۔ صحاح ستہ، بخاری شریف، مسلم شریف دیگر کتب حدیث سے بھی روایات ہوں گی۔ پھر اس وقت تقابل کر لینا کہ کون سی سند عالی ہے کون سی سند نہیں۔ لیکن پہلے اپنے عقیدہ کو آیت سے جو نص قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو پیش کرو۔ اگر نہیں ہوسکتا تو صاف اقرار کرو تاکہ عوام کے سامنے بات واضح ہو جائے اگر یہ بات واضح ہو جائے تو پھر دوسرا مسئلہ تحریر یا تقریر کی زد میں لایا جاسکتا ہے۔ اگر آپ مسلم قانون کو ترک کر کے قرآن کو چھوڑ کر حدیث کی طرف چلے جاؤ گے تو یہ احادیث کئی معانی پر مشتمل ہیں۔ اس کو سمجھنے کے کئی طریقے ہیں، پھر جو روایات آپ پیش کر رہے ہیں پتہ چلے گا کہ محدثین اس کی تصحیح کرتے ہیں یا اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ فقہاء احناف کے نزدیک وہ روایت قابل قبول بھی ہیں یا نہیں۔ ان شاء اللہ! بہت جلد پتہ چل جائے گا لیکن پہلے نص قطعی کی تلاوت کرو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے ان سے کتاب پڑھنے کا مطالبہ کیا تھا، تم بھی اپنے عقیدہ کے لئے آیت پیش کرو جس میں صاف صاف وضاحت ہو۔

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: ''الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! میں نے نبی پاک ﷺ کی احادیث پیش کیں، میں نے مولوی صاحب کے بارے میں کہا کہ انہوں نے ''خرط القتاد'' کہا ہے، مولوی صاحب نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی، پہلے کہا کہ دونوں لفظوں کا معنی کانٹے کر دیا۔ پھر چند لمحوں کے بعد خود بھی اس کا معنی کانٹے کر دیا اور یہ بھی کہا تم جو احادیث پیش کر رہے ہو جو تمہارا طریقہ ہے اس کو کہہ رہا ہوں۔ دیکھیں دوبارہ پھر وہی گستاخی کی ہے جو پہلے کی تھی کہ اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کانٹے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ کانٹے تو وہ (مشرکین) ڈالتے تھے، اللہ کے نبی ﷺ تو پھول

برساتے تھے۔اب جو نبی پاک ﷺ کی احادیث کو کاٹنے کہے اس کے بارے میں تم خود فیصلہ کرلو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب میراث مانگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ قرآن پیش کرو؟ اگر کہیں ہے تو دکھا دیں، اس کا جواب نہیں دیا۔

اب ایک نئی بات نکالی ہے کہ حضور ﷺ نے یہودیوں سے کہا تھا کہ تورات لے آؤ تو پڑھو، مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ اس وقت کہا تھا جب حرام وحلال کا مسئلہ تھا۔مولانا اس کا شان نزول مجھے دکھا دیں، وہ تو قصہ ہی حد رجم کا تھا۔معلوم ہوا کہ مولانا کو قرآن صرف اتنا ہی آتا ہے۔علماء کرام موجود ہیں، مجھے دکھائیں کہ واقعی حلال وحرام کے مسئلہ پر جھگڑا ہوا تھا جب کہ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ تورات پڑھو۔ان کو اس آیت کے شان نزول کا پتہ نہیں۔ اب مولانا کا کام تھا کہ مجھ سے بار بار قرآن کی آیت کا مطالبہ کر رہے ہیں۔وہ خود ایک ایسی آیت پڑھ دیتے جس کا ترجمہ یہ ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں، جس طرح کھجور کا ستون اور کنکریاں بے جان تھیں۔(معاذ اللہ) لیکن نہ انہوں نے آیت پڑھی ہے اور نہ قیامت تک پڑھ سکتے ہیں۔

انہوں نے جو اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے پاس ستر آیتیں ہیں۔نہ معلوم وہ کہاں ہیں؟ اب تو ان میں سے ایک بھی ظاہر نہیں ہو رہی اور اگر قرآن میں نہیں ہے اور یقیناً قرآن میں یہ مسئلہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ کے نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔وہ جو انہوں نے خط میں لکھا تھا کہ میرے پاس اٹھارہ سو احادیث ہیں، لوگ منہ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی نہیں آ رہی۔یہ ہو رہا ہے کہ ادھر سے احادیث پڑھی جاتی ہیں ادھر سے ان کو کاٹنے کہا جاتا ہے لیکن جب مولانا اٹھتے ہیں یا تو نبی کی حدیث میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے ہیں یا ایسی اسناد پیش کرتے ہیں جن کو وہ اپنی کتابوں میں ناقابل اعتماد لکھ چکے ہیں۔

یا اب اس طرف آئے ہیں یہ جو چٹ لکھ کر بھیجی ہے اس میں بھی انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا اس لئے ہم یہی سمجھیں گے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے کہ یہ انبیاء کی حیات کو کھجور کے خشک تنے اور کنکریوں کی طرح سمجھتے ہیں۔اب لکھا ہے موت کے بعد قبر ارضی کا لفظ لکھا ہے یا نہیں؟ (عوام نے کہا، ہے) اب صرف موت کی حدیث پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس مسئلہ سے اس حدیث کا کوئی تعلق ہے۔اس سے معلوم ہو گیا کہ مولانا کو جو باتیں انہوں نے اپنی کتاب میں لکھی تھیں وہ تو یاد نہیں رہی۔لیکن جو چٹ اب لکھ کر دی ہے وہ بھی ان کو یاد نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔حالانکہ پرچی میں لکھا ہوا ہے کہ یہ جو بات ہے وہ موت کے بعد قبر والی زندگی پر ہے۔جب اس میں موت کے بعد والی زندگی لکھا ہوا ہے تو پھر مولوی صاحب کو موت والی حدیث پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں پھر مطالبہ کرتا ہوں جیسے انہوں نے ڈاکٹر عثمانی سے مطالبہ کیا ہے کہ کسی ایک محدث ومفسر کا حوالہ پیش کریں جس نے یہی تفسیر ان سے پہلے کی ہو۔دوسرا موت والی حدیث کی سند پڑھیں تا کہ معلوم ہو جائے اس کی حیثیت کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایک سنی محدث یا مفسر کا حوالہ پیش کریں، اسی حدیث کے تحت۔کیونکہ اس حدیث کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ نبی اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں جس طرح سے یہ اپنے رسالہ میں دوسروں کے بارے میں گھڑنتو معنی لکھتے ہیں۔اب یہ خود نبی پاک ﷺ کی احادیث کا گھڑنتو معنی کرتے ہیں اور بیان کر رہے ہیں، جو کسی مفسر نے بیان نہیں کیا۔کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا، کسی محدث نے بیان نہیں کیا۔مولانا کتاب کھول کر رکھ دیں کہ فلاں سنی محدث نے اس حدیث کے تحت لکھا ہو کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔میں بات ہی ختم کر دوں گا۔بات وہی ہے جو میں اکثر کہا کرتا

ہوں کہ کسی ایک سنی محدث یا مفسر سے یہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ ادھر ادھر سے واعات بیان کرتے رہنا ان کا کام ہے۔ نبی پاک ﷺ کی احادیث میں اپنی باتیں ملاتے رہنا اور حدیث کو کانٹے کہنا یہ ان کا کام ہے۔

حیات کی اور دلیل سنو! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مجھے موسیٰ علیہ السلام پر زیادہ ترجیح نہ دو۔ اس کی وجہ بیان فرمائی کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا اس وقت انبیاء علیہم السلام بے ہوش ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا۔ میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں۔ نہ معلوم وہ بے ہوش ہوئے یا نہیں یا کوہ طور والی بے ہوشی کی وجہ سے اب ان پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔ اب میں سوال کرتا ہوں کہ بے ہوش زندہ ہوا کرتے ہیں یا مردے بے ہوش ہوتے ہیں؟ (جواب ملا زندہ بے ہوش ہوا کرتے ہیں) یہ عام فہم لفظ ہے۔ بے ہوش کا معنی یہ ہے کہ بندہ پہلے ہوش میں ہو پھر ہی اس پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے۔''

مولانا! یہ بخاری شریف کی حدیث ہے جس طرح میں نے مولوی احمد سعید صاحب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی بیان کردہ حدیث کی تفسیر کسی محدث یا مفسر سے دکھائیں۔ یہ مجھ سے بھی سوال کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں پہلے ہی حوالہ پیش کر رہا ہوں جو معنی میں نے بیان کیا یہی معنی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ میں نے تین سنی محدثین کا حوالہ پیش کیا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں محدث اس کے نیچے لکھ رہے ہیں کہ بے ہوشی کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ نہیں بلکہ وہ باہوش ہیں۔ جب صور پھونکا جائے گا اس وقت ان پر بے ہوشی طاری ہوگی۔

دوستو! میں نے تین محدثین کے حوالے پیش کئے۔ لیکن مولوی احمد سعید صاحب نے قرآن کی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ صریح حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں ایسے ہیں جیسے کھجور کا تنا یا کنکریاں ہوتی ہیں۔ (العیاذ باللہ) اور نہ یہ قیامت تک کسی حدیث کے تحت کسی سنی محدث سے یہ دکھا سکتے ہیں کہ جو تشریح میں نے کی وہی اس نے کی ہے۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: حدیث رسول ﷺ کے پیش کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مولوی صاحب کو اپنے دلائل کے توازن کا پتہ چل جائے۔ حدیث پیش کی تھی کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ میرا موت پا جانا ضروری ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ موت پا جانے کے بعد دنیا میں زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ ہیں تو پھر قیامت کیسے آئے گی۔ کیا مولوی امین قبر دنیا کے علاوہ کسی اور جہاں میں مانتا ہے؟ قبر کو اکھاڑ کر کہیں اور لے جاتا ہے تو بتلاؤ۔ اگر قبر کھودنے والے نے دنیا پر قبر کھودی ہے اور دفن کرنے والے نے دنیا میں دفن کیا ہے پھر تو نبی پاک ﷺ دنیا میں زندہ ہوئے۔ حالانکہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: ''ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ وھم احیاء'' سب سے زیادہ شریر لوگ وہ ہوں گے جو زندہ ہوں گے۔ ان کی زندگی میں قیامت آئے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ اس زمین پر زندہ ہیں، مدینہ عالیہ میں زندہ ہیں، روضہ پاک میں زندہ ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں زندہ ہیں، پھر یہ قیامت کس طرح قائم ہو گی۔ جب کہ قیامت شریر لوگوں پر آئے گی۔

دلائل کا سلسلہ ابھی شروع نہیں ہوا یہ تو بطور نمونہ تھوڑا سا شوشہ دیا ہے۔ جب دلائل کا سلسلہ شروع ہوا تو پھر یہ ایک آدھ محدث جو اپنی تحقیق سے لکھ رہے ہیں، جیسے مولوی صاحب نے کہا بیت اللہ میں بیٹھ کر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

نے لکھا۔ فلاں نے لکھی، فلاں نے لکھی، کیا بیت اللہ میں بیٹھ کر لکھنے سے اجماع بن جاتا ہے؟ اور کیا وہ حدیث بن جاتی ہے؟ کیا محدثین کو معصوم سمجھتے ہو؟ یہ چیزیں بعد میں، سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ قرآن مقدس کے علاوہ خود رسول پاک ﷺ کا وفات پانا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا خلیفہ بننا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ دنیاوی جسم والی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ورنہ خلافت کا معاملہ پیش نہیں آسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کلما هلک نبی خلفه'' جب بھی کوئی نبی فوت ہوا اس کا خلیفہ بنا۔ نبی ہو کر خلیفہ بنا، میری وفات کے بعد خلفاء ہوں گے جو نبی بن کر خلیفہ نہ ہوں گے۔ صرف خلیفہ ہوں گے۔ امت کی تخت نشینی کے لئے۔ اگر نبی پاک ﷺ زندہ ہیں تو کیا زندہ کا بھی خلیفہ ہوتا ہے؟ خلیفہ ہمیشہ مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ یہ چیزیں میں نے اشارۃً بیان کر دی ہیں تاکہ مولوی صاحب کے دو گھنٹے گزر جائیں۔

بہر حال مولوی صاحب مجھے الزام دیتے ہیں کہ فلاں حدیث پڑھ چکا ہوں۔ فلاں پڑھ چکا ہوں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ فلاں آیت پڑھ چکا ہوں اپنے عقیدہ کے ثابت کرنے کے لئے۔ اگر آیت ہے تو پیش کریں تاکہ اگر ہم گمراہ ہیں تو ہم بھی راہ ہدایت پر آئیں۔ اگر آیت نہیں ہے تو پھر ضد کیوں نہیں چھوڑتے۔ خدا کی عدالت میں پیش ہونا ہے کیا کہو گے کہ آپ کی کتاب میں مسئلہ حیات اور موت نہیں تھا۔ اس لئے ہم اس کے قریب ہی نہیں لگے جو جواب آپ نے قیامت کے میدان میں دینا ہے وہ ابھی مسلمانوں کے سامنے دے دو۔

اگر کوئی دلیل قرآن مقدس میں ہے تو اس کو پیش کیوں نہیں کرتے۔ کس موقع کے لئے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے؟ بہر حال مطالبہ میرا وہی ہے بہ حیثیت سائل ہونے کے کیونکہ آپ کا عقیدہ اور دعویٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس دنیا والی اس قبر مقدس کے اندر زندہ ہیں۔ ہمیں اس دعویٰ کا انکار ہے اور یہ انکار قیامت تک رہے گا اور یہ مطالبہ رہے گا کہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ابتداء کریں۔ اللہ کی مقدس کتاب سے آیت پیش کریں۔ اگر نہیں تو صاف اقرار کرو کہ قرآن اس مسئلہ میں کوئی دخل نہیں دیتا۔ پھر بات ہوگی حدیث رسول ﷺ کی۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد لله و كفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى'' میرے دوستو اور بزرگو! اب مولوی صاحب نے احادیث پڑھنی شروع کر دی ہیں۔ لیکن کسی ایک حدیث میں بھی نہ نبی کا لفظ آیا نہ قبر کا لفظ اور نہ کنکریوں کی طرح بے جان کا لفظ آیا ہے اور نہ کھجور کے تنے کی طرح بے جان ہونے کا لفظ آیا ہے۔ ساتھ ساتھ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ابھی میں اشارہ کر رہا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کب تک گونگوں کی طرح اشارے کرتے رہو گے۔ لوگ آپ کے منہ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ایک حدیث تو پڑھ دو جس میں تفصیل ہو۔ مولانا ایسا تو نہیں ہوا کہ آپ نے سب کچھ چھوڑ کر اشارے بازی شروع کر دی ہے۔ یہ اشارے کب تک کرتے رہو گے۔

اگر قرآن کو مولوی احمد سعید نے ماننا ہے تو وہ ایک آیت پیش کرتے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ اس لئے ادھر رقعہ روانہ کرنے کی بجائے ان کے کان میں پھونک مارو کہ ستر آیتوں سے کیوں نہیں نکالتے۔ چلو ستر میں سے انہتر میں نے معاف کیں صرف ایک آیت پڑھیں۔

اب مولوی صاحب نے حدیث پڑھی کہ قیامت شریر لوگوں پر آئے گی۔ اگر واقعی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مولوی صاحب کا یہی عقیدہ ہے (اور ہو سکتا ہے) کیونکہ جو احادیث کو کاٹنے کہہ سکتا ہے (وہ انبیاء علیہم السلام

کے بارے میں بھی یہی کہہ سکتا ہے) غور کریں بات واضح ہے کہ قبر جو ہے وہ اس دنیا کے لئے دار العمل نہیں۔ وہاں عمل کی تکلیف نہیں ہے۔ دنیا میں رہنا اور چیز ہے اور قبر میں دفن ہونا اور چیز ہے۔ قبر میں زندہ رہنا اور چیز ہے۔ مولوی احمد سعید جس چیز کا رد کر رہے ہیں وہ اس پرچی کا ہے جو انہوں نے لکھی ہے۔ (کہ بات قبر کی زندگی کی ہے) یہ اپنی بات کو خود ہی رد کر رہے ہیں جو میں نے لکھ کر دیا ہے، مناظرہ کا موضوع، اس پر بات ہی نہیں ہو رہی۔

مولوی صاحب نے کہا میں سائل ہوں۔ سائل کی تین قسمیں ہیں۔ ہر ایک قسم کی تعریف کریں اور بتائیں کہ آپ کون سی قسم کے سائل ہیں۔ سائل کا کام یہ نہیں ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے ایک بات کسی کے ذمہ لگا کر پھر خود اس کا رد کرتے رہو۔ یہ سائل کا کام نہیں ہے۔ سائل اسے کہتے ہیں جو دلیل کا جواب دے یا تو یہ کہتے کہ یہ احادیث متواتر نہیں، یہ بتلا دیتے کہ دو محدثوں۔ نے لکھا ہے کہ متواتر ہے۔ باقی نے لکھا ہے کہ یہ متواتر نہیں، پھر میں کہتا کہ واقعی انہوں نے مجھ پر کوئی نقد وارد کیا ہے۔ سائل کا کام اپنی طرف سے کسی کے ذمہ کچھ لگا کر اس کا رد کرتے رہنا، دلیل کا جواب نہ دینا اس کو سائل نہیں کہتے۔ میں اصول مناظرہ کی کتب دے رہا ہوں، اس میں سائل کا یہ معنی نکال کر دکھلا دیں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ احادیث جو آپ نے پڑھی ہیں سائل بن کر پڑھی ہیں۔ (یہ سائل کی کون سی قسم ہے) اصول مناظرہ سے دکھائیں کہ سائل حدیث پڑھ سکتا ہے؟

میں نے پہلے یہ بات کہی تھی کہ جب تک احمد سعید صاحب اپنا دعویٰ لکھ نہ دیں، اس وقت تک حدیث پیش کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ کیونکہ دلیل دعویٰ پر ہوتی ہے۔ ان کو دلیل پیش کرنے کا کوئی حق نہیں بلکہ ان کو صرف میری دلیل کے جواب دینے کا حق ہے۔ اب یہ حدیثیں پڑھنے کی طرف آ گئے ہیں۔ لیکن کسی حدیث کا ترجمہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ کنکریوں کی طرح اور کھجور کے ستون کی طرح۔ معاذ اللہ! نہ اس طرح کی حدیث پڑھی ہے اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔

میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ مولانا آپ کو اپنی کتاب دمدمہ کیوں بھول گئی ہے کیا وہ صرف ڈاکٹر عثمانی کے ڈرانے کے لئے لکھی تھی؟ میں کہہ رہا ہوں ایک سنی محدث، ایک سنی مفسر، ایک سنی مجتہد کا قول پیش کرو کہ انہوں نے کسی ایک آیت کے تحت یا کسی ایک حدیث کے تحت یہ مسئلہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

مولانا! آپ کی لکھی ہوئی بات کا مطالبہ آپ سے کر رہا ہوں۔ میں بار بار عرض کروں گا کہ جو کچھ تم نے خود لکھا ہے کم از کم اس پر تو پکے رہو۔ کوئی ادھر سے بول رہا ہے قرآن، کوئی ادھر سے بول رہا ہے قرآن، میں ان سے کہتا ہوں کہ مولوی احمد سعید صاحب سے کہیں کہ قرآن کی ایک آیت پڑھ دیں تاکہ مناظرہ ختم ہو جائے یا یہ لکھ دیں کہ مولوی احمد سعید صاحب قرآن کو نہیں مانتے۔ اس لئے ہم دوبارہ قرآن کا نام نہیں لیں گے یا یہ لکھ دیں کہ مولوی احمد سعید صاحب قرآن کو نہیں مانتے۔ اس لئے ان سے ہم یہ مطالبہ نہیں کر سکتے اور آپ (اوکاڑوی صاحب) سے مطالبہ اس لئے ہے کہ آپ پر ہمیں یقین ہے کہ آپ قرآن کو مانتے ہیں۔ بات واضح کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں جو احادیث پیش کر رہا ہوں ان کا ترجمہ اتنا واضح ہے کہ خود مولوی احمد سعید صاحب نے مانا کہ اس کا ترجمہ وہی ہے جو میں نے کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ قبر یہی ہے۔ اب مولانا نے بڑی اچھی بات کہی ہے، پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ قبر کہیں اور ہے۔ آج تسلیم کر رہے ہیں کہ یہی دنیا والی قبر ہی قبر ہے۔ وہ قبر جو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جسد اطہر اس قبر کے اندر ہے اسی

جسد کو ہم انبیاء علیہم السلام کی حیات کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ انہی اجساد مطہرہ کو اللہ کے نبی ﷺ بار بار زندہ فرما رہے ہیں۔ مسلمان تو اب اپنے نبی ﷺ کی بات کو بار بار دہرائے گا۔ کاش کہ مولوی احمد سعید صاحب بھی ایک دفعہ اپنے نبی ﷺ کی بات کو دہرالیتا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں ان حدیثوں کو تسلیم کرتا ہوں۔

اب یہ جو کہہ رہے ہیں کہ میں احادیث پیش کروں گا، کب؟ وہ تو اٹھارہ سو احادیث ہیں (بقول احمد سعید) وہ تو کئی دنوں میں پیش نہیں ہو سکتیں۔ میں نے مولانا کو اٹھارہ سو میں سے سترہ سو ننانوے معاف کر دیں۔ کیونکہ میں نے ان کی طرح یہ نہیں کہنا کہ آپ کانٹوں پر ہاتھ مار رہے ہیں۔ یہ صرف ایک حدیث پڑھ دیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ بس میں فوراً بات ختم کر دوں گا۔ مناظرہ ختم۔ کیونکہ پیچھے کچھ رہے گا ہی نہیں۔ میں دوبارہ کھڑا ہی نہیں ہوں گا۔ پھر سارے مجھے کہیں کہ ایک دفعہ کھڑا ہو جا کچھ بات کر۔ میں کہوں گا نہیں آیت یا حدیث صریح پیش ہونے کے بعد اب کچھ کہنے کا موقع نہیں رہا۔ کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث سننے کے بعد کھڑا ہونا گستاخی ہے۔ میں نے مولوی احمد سعید صاحب پر اتنا بڑا احسان کیا کہ ان کو سترہ سو ننانوے معاف صرف ایک حدیث جس کا ترجمہ یہ ہو کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ کنکریوں کی طرح یا کھجور کے تنے کی طرح، میں سردار صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ نہ وہ خود پریشان ہوں اور نہ لوگوں کو پریشان کریں۔ ان سے کہیں کہ یا ایک آیت قرآن کی پیش کر دیں کہ نبی قبروں میں مردہ ہیں۔ قبروں کی بات ہوگی جو انہوں نے پہلے ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں، وہ تو زیر بحث ہی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات ان کی قبروں میں علم قطعی سے ثابت ہو چکی ہے۔ (مولوی صاحب اپنی لکھی چٹ بھی بھول گئے ہیں) متواتر احادیث سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہو چکی ہے۔ میں بہت ساری احادیث پیش کر چکا ہوں، مولوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حدیثیں پیش کی ہیں۔ لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ جب میں بولوں گا تو یہ حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ اللہ رحم کرے۔ اللہ کے نبی ﷺ احادیث سناتے رہے۔ (بڑے بڑے گرو ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ وغیرہ) نبی ﷺ کو ڈراتے رہے۔ اس وقت یہ حدیثیں نہیں بھاگیں اب کیسے بھاگیں گی؟ آپ سارے مل کر بھی نہیں بھگا سکتے۔ یہ قیامت تک ان شاء اللہ! محفوظ رہیں گی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ نے تمہاری قسمت میں ماننا لکھا ہے یا نہیں لکھا۔ ہم کہیں گے یا اللہ ہم نے ان کو احادیث سنا دی تھیں اور ہم نے ان کو کہا تھا کہ نبی کی احادیث کو کانٹے کہہ کر گستاخی نہ کریں اور نبی ﷺ کی حدیثیں پڑھنے والے کو یہ توفیق عطاء فرما تا کہ وہ نبی ﷺ کی حدیث پڑھتے وقت اپنی طرف سے کوئی لفظ زیادہ نہ کرے۔ نبی ﷺ کی حدیث ماننے والے کو یہ توفیق عطاء فرما کہ اٹھارہ سو احادیث میں سے ایک حدیث یا آیت کسی سنی محدث یا مفسر یا مجتہد کی شرح کے ساتھ پیش کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ ادھر تو یہ قرآن، قرآن کہتے ہیں یہ تو قول بھی نہیں مانتے اور نہ قول پیش کر سکتے ہیں۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: آج مولوی محمد امین صفدر صاحب نے نیا طریقہ اختیار کیا ہے جو پہلے سننے میں نہیں آیا۔ فرماتے ہیں انہوں نے خواہ مخواہ ہمارے ذمہ ایک عقیدہ لگا دیا ہے۔ میں نے ان کے ذمہ یہ لگایا ہے کہ تم حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کی قبروں میں زندہ تسلیم کرتے ہو، میں نے اس پر بات کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے از خود یہ بات ہمارے ذمہ لگائی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ اگر آپ کا یہ عقیدہ نہیں تو پھر معاملہ کیا ہے۔ ایک طرف سے اس عقیدہ کا انکار بھی کرتے ہیں، دوسری طرف ان کا دعویٰ بھی یہی ہے۔ کیا تم لوگوں کو دھوکہ دینے والے ہو؟

اگر تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ جس طرح دنیا میں مع روح زندہ تھے، اس قبر میں بھی زندہ ہیں تو اس پر تو نص قرآنی پیش کرو۔ ادھر کہتے ہیں میں مدعی ہوں، یہ مدعی نہیں ہے۔ اس لئے دلائل پیش نہیں کر سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد بات بھول جاتے ہیں یا جان بوجھ کر ہمارے اوپر ڈال دیتے ہیں کہ ایک حدیث پیش کرو۔ ایک آیت پیش کرو۔ مولوی صاحب جب تم خود کہہ رہے ہو کہ میں مدعی نہیں۔ میں نے دعویٰ نہیں لکھا۔ اس لئے آپ دلائل بیان نہیں کر سکتے، ادھر کہتے ہیں کہ دلائل بیان کرو۔ اتنا بڑا تناقض کم از کم اہل علم کے اندر تو نہیں ہو سکتا، جس شخص کو مدعی نہیں بنایا جاتا۔ اس سے دعویٰ طلب کیا جا رہا ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔

یہ آخری بات ہے، میں آیت پڑھتا ہوں لیکن پہلے لکھ دیں کہ ہم اپنا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے۔ میں ایک نہیں جتنی کہو اتنی آیات پڑھ دوں گا کہ کوئی نبی موت کے بعد اس دنیا والی قبر کے اندر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ نہیں۔ یہ بات لکھ دو، اگر نہیں لکھ سکتے تو کم از کم اپنا عقیدہ اللہ کی کتاب مقدس سے ثابت کرو۔ آپ نے دوسری مرتبہ قرآن کا مطالبہ کیا ہے۔ اب تیسری بار مطالبہ کا موقع نہیں آئے گا۔ میں خود ہی آیت پیش کر دوں گا، جس سے ثابت ہوگا کہ مرنے کے بعد کوئی نبی ورسول اس جسمانی زندگانی کے ساتھ قبر میں زندہ نہیں۔

دوستو، بزرگو! میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں آیت پیش کرو۔ آئندہ موقع نہ دوں گا۔ میں ایسی آیت پڑھوں گا جس سے یہ ثابت ہوگا کہ کوئی نبی، کوئی ولی، کوئی اللہ کا پاک بندہ مرنے کے بعد اپنی قبر میں جسمانی حیات کے ساتھ زندہ نہیں ہے۔ اس دنیا والی قبر میں زندہ نہیں۔ پہلے آپ لکھ دیں کہ ہمارے عقیدہ کے ثبوت کے لئے ہمارے پاس نہ کوئی آیت ہے اور نہ ہمارا عقیدہ ثابت ہے، لو مولوی صاحب! میں نے آپ کا مطالبہ مان لیا کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ احمد سعید نے آیت نہ پڑھی۔ میں سردست تین آیات پڑھ دوں گا۔ لیکن پہلے آپ لکھ دیں کہ میرے عقیدہ پر میرے پاس کوئی آیت نہیں ہے۔

باقی اس نے کہا کہ ساتھ یہ حدیثیں پڑھ رہے ہیں، اس میں نہ قبر کا لفظ ہے نہ نبی کا۔ میں نے کہا تم نے جو ”مامن مسلم یسلم علی“ والی حدیث پڑھی ہے، اس میں نہ نبی کا لفظ ہے نہ نبی کی موت وحیات کا ذکر ہے۔ اس کو یہ برداشت نہ کر سکے۔ کہنے لگے کہ لو جی حدیث کو چھوڑتے ہیں۔ جناب اگر تم قرآن کو چھوڑ کر مسلمان رہ سکتے ہو اس سے بڑی کون سی کتاب ہے جس کا انکار جرم ہے۔ لیکن کوئی نبی پاک ﷺ کی حدیث کو کانٹوں سے اور نبی پاک ﷺ کے جسم کو کھجورے خشک تنے سے تشبیہ نہیں دے سکتا۔ مولوی امین صاحب اگر آپ کا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں ہوتا تو میں آپ پڑھ دیتا ہوں۔

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: ”الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی“ مولانا صاحب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں منکر ہوں، مدعی نہیں ہوں۔ لیکن اپنے دعویٰ پر احادیث پڑھتے جا رہے ہیں تو مولانا صاحب! تناقض تمہارے اندر ہے اور ادھر منکر منکر کی رٹ بھی لگاتے ہیں اور ادھر کنکریوں اور کھجور سے تشبیہ بھی دیتے جا رہے ہیں۔ باقی مولوی صاحب کے پاس کوئی صحیح حدیث یا آیت نہیں۔ اگر ہوتی تو ضرور پڑھتے، وقت ضائع نہ کرتے۔ باقی یہ بات بار مجھ سے قرآن کی آیت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مولوی احمد سعید سے پوچھیں گے کہ وہ تو (بزعم مخالف) قرآن کے خلاف کہتا تھا تو نے قرآن کے موافق عقیدہ ثابت کرنے کے لئے کیوں نہ آیت پڑھی؟ اتنی دیر لوگوں کو انتظار میں رکھنا کہ لوگ غلط عقیدہ پر باقی رہیں۔ (چہ معنی دارد)

مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ آیت تو مجھے ستر آتی ہیں۔لیکن آج میں سردست تین پڑھوں گا، میں کہتا ہوں تین ہی پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ و بے جان ہیں۔ کنکریوں کی طرح اور کھجور کے ستون کی طرح، ساتھ ہی میں اشارہ کر دیتا ہوں کہ وہ تین آیتیں مرزا کی کتاب فتح الاسلام والی نہ ہوں، جن کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے فتح الاسلام میں۔غلط ترجمے والی آیت نہ ہو۔اب میں مولانا کو وقت دیتا ہوں کہ وہ یہ آیات پڑھیں۔

علامہ احمد سعید صاحب: مولوی محمد امین نے مجھ سے اصول مناظرہ کے خلاف مطالبہ کیا ہے کہ آیت پڑھو، اپنا بوجھ سر سے اتار کر میرے گلے میں ڈال دیا ہے۔مزہ تب ہے کہ مولوی صاحب تسلیم کر کے اٹھیں۔ مجھ سے مطالبہ ہے کہ آیتیں پڑھو، خود آخری بات بھول گئے کہ میں نے لکھ کر دینا ہے۔

(یہ مولانا محمد امین صاحب نے وعدہ نہیں کیا۔صرف احمد سعید کا مطالبہ تھا اس لئے اس بات سے دھوکہ نہ کھائیں۔مرتب)

مولوی امین صاحب میں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں، کچھ تو احساس کرو۔ مجھ سے دلیل کا مطالبہ کرنا اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہے اور تعلیم اسلام کے بھی خلاف ہے۔''لا دلیل علی النافی'' خود آپ نے کہا ہے کہ منکر پر دلیل نہیں ہوتی۔مطالبہ اس سے ہوتا ہے جو جھولی بھر کر کہے کہ یہ میری ہے یا گٹھڑی سر پر رکھ کر کہے کہ میری ہے، اس سے دلیل پوچھی جاتی ہے، جب آپ کا یہ عقیدہ اسلامی ہے تو اسلام کی تعلیم قرآن دیتا ہے تو آپ قرآن پڑھیں، قرآن سے دلیل پیش کر کے دکھاؤ۔

پھر مولانا کے انصاف کا انداز دیکھو، کہتے ہیں کہ آیتیں وہ پڑھو جس میں لکھا ہوا ہو کہ قبر کے اندر نبی زندہ نہیں ہوتا۔مسئلہ تو یہ ہے جب اللہ کا نبی دنیا سے وفات پاچکا تو اب نہ قبر کے اندر کوئی زندگی ہے نہ زمین کے اوپر کوئی زندگی ہے اور نہ زمین کے نیچے کوئی زندگی ہے اور نہ اوپر کوئی زندگی ہے، مسئلہ یہ ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ قبر کا لفظ دکھاؤ، کیا اس قسم کے مطالبہ کی صحابہ کرام یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی گنجائش ہے؟ اگر نہیں تو پھر بندہ یہ کہے کہ میرا اللہ کی کتاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جب ان سے دلیل پوچھی جائے تو اس وقت وہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، نماز پڑھنا دلیل ہے۔اس بات کی کہ وہ زندہ ہیں، اسی لئے تو نماز پڑھ رہے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو نماز پڑھتے دیکھ لیا جائے وہ زندہ ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کو آپ ﷺ نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔

بقول مولوی صاحب کے دیکھنا زندگی کی دلیل ہے۔لہٰذا صرف موسیٰ علیہ السلام ہی زندہ ہوئے اور کوئی زندہ نہ ہوا۔ جب کہ حضور ﷺ فرمارہے ہیں:''لو کان موسی حیا'' اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں لیکن دلیل وہ پیش کرتے ہیں جو اصول دین کے بھی خلاف ہے اور حدیثیں اور روایات وہ پیش کی جاتی ہیں جن پر پتہ بھی ہے کہ شور ہوتا ہے اور پھر ان کا معنی کچھ اور ہوتا ہے اور مولوی صاحب ان کا معنی کھینچ کر قبر میں لے آتے ہیں۔ اگر یہی محبت رسول ﷺ ہے تو ایسی محبت سے خدا محفوظ رکھے کہ حدیث کا مفہوم کچھ ہو اس کو قبر پر فٹ کر لیں۔اللہ کے نبی پاک ﷺ نے دین کی تعلیم ایسی نہیں دی۔

اگر مولوی صاحب لکھ دیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک قبر میں زندہ ہیں، قرآن مقدس میں نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی آیتیں پڑھتا ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! مولانا احمد سعید صاحب نے آپ کے سامنے اسلام کے بڑے اصول بیان کئے۔ ایک بات یہ بیان کی کہ جو نافی ہو، اس کے ذمے دلیل بیان کرنا نہیں۔ خود ہی کہا ہے میں نافی ہوں، پھر وہ تین آیتیں کیوں پڑھنی ہیں؟ کیا آیات پڑھ کر خود اسلام کے اصول کے خلاف کرنا ہے؟ (یہاں مولوی احمد سعید صاحب اور ان کے حواریوں نے شور شروع کر دیا۔ پھر مولانا محمد امین صفدر صاحب نے فرمایا: اگر مناظرہ نہیں کروانا بے شک بند کر دو۔ لیکن یہ کیا ہے کہ میری باری میں شور کرتے ہو اور مولوی احمد سعید کی باری میں شور نہیں کرتے۔ پھر شور ہوا کہ تم آیت پڑھو، مولانا نے فرمایا مجھ سے بار بار کہتے ہو کہ آیت پڑھو مولوی احمد سعید سے کہہ دو کہ آیت پڑھ دے تا کہ قصہ ہی ختم ہو جائے)

پہلی بات یہ ہے کہ احمد سعید نے کہا ہے کہ اسلام کا اصول یہ ہے کہ نافی کے ذمہ دلیل نہیں ہوتی۔ پھر تین آیتیں کیا ہیں، یہ تو خود اسلام کا اصول اس نے توڑ دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ ان کے پاس قبر کے لفظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں ہے۔ یہ بات مولوی صاحب نے تسلیم کر لی ہے۔ اب مجھ سے کہتے ہیں قبر کا لفظ دکھا، قبر کا لفظ دکھا۔ اب کہتا ہوں میں قبر کا لفظ نہیں بلکہ یہ بتلا رہا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام زندہ نہیں ہیں۔

علامہ احمد سعید صاحب: میں نے جو بار بار عرض کی ہے کیا یہ اس کا جواب ہے؟ اب بھی تم انتظار کرو تو آپ کی مرضی، میں پھر عرض کرتا ہوں میرے محترم بھائی! ابھی دن ہے بات کو ختم کر دیتا کہ آپ بھی جائیں اور لوگ بھی جائیں۔ جس بات کو تسلیم کرتے ہوں اس کو کسی کنارے تک پہنچاؤ۔ کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہو، اوپر سے رات آ رہی ہے۔

پہلے تو آپ بڑا لمبا بیان کرتے تھے، اب تم جلدی بیٹھ جاتے ہو، بات کیا ہے (پھر شور، شور، شور، شور) اب تو مولوی صاحب نے فتویٰ بھی لگا دیا لیکن میں اب بھی نہیں چاہتا کہ کوئی فتویٰ لگاؤں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ مولوی صاحب لکھ دیں کہ میرے عقیدے پر کوئی آیت نہیں۔ قرآن مقدس میرا ساتھ نہیں دیتا۔ یہ لکھ دیں تو میرا وعدہ ہے کہ میں تلاوت کروں گا۔ اگر یہ نہیں لکھ کر دیتے تو پھر عوام سمجھ لیں کہ میں کیا چاہتا ہوں اور مولوی صاحب کیا چاہتے ہیں۔ میری ایک ہی شرط ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب خود مجھ سے دلیل طلب کر رہے ہیں۔ حالانکہ مولوی صاحب شروع میں کہہ چکے ہیں کہ یہ دلیل بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے دعویٰ پیش نہیں کیا۔ میں تو اس لئے آیا ہی نہیں بلکہ میں تو مولوی صاحب کے دعویٰ کو غلط ثابت کرنے اور اس کا انکار کرنے آیا ہوں۔ میں نے انکار کر دیا۔ اب تم اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو اور دلیل کی ابتداء کلام مقدس سے ہوتی ہے، اگر یہ پیش نہیں کر سکتے تو پھر یہ لکھ دیں۔ تا کہ میں ان کی منت سماجت والا مطالبہ پورا کر دوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی''

پہلی آیت: ''ولقد اتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقاءہ و جعلنہ ھدی لبنی اسرائیل''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی، کون سے موسیٰ؟ دنیاوی جسم والے یا خواب میں آنے والے؟ یہاں تم غور کرو، اے میرے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ذرا بھی شک نہ کریں کہ آپ کی ملاقات

موسیٰ علیہ السلام سے ہوگی۔ کون سے موسیٰ؟ ”ھدی لبنی اسرائیل“ جو بنی اسرائیل میں وعظ کہتے ہیں، آپ بتلائیں کہ بنی اسرائیل کو وعظ کس جسم کے ساتھ ہوتا تھا؟ اسی اصل جسم کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ یہ وعدہ قرآن میں فرمایا۔ حضرت پاک ﷺ کی ملاقات ہوئی یا نہیں؟ حضرت پاک نے خود بتلایا، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ قبر شریف میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

مولوی احمد سعید صاحب نے اس حدیث پر وہاں بھی کہا تھا کہ قبر میں کھڑے تو دیکھا لیکن اس حدیث میں حیات کا لفظ نہیں ہے۔ نہ معلوم ان کو زندہ کس نے مان لیا ہے۔ چلو مولوی احمد سعید صاحب یہ ہی تسلیم کرلیں کہ مردہ نماز پڑھتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولوی احمد سعید نے کہا کہ صرف موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا دوسروں کو نہیں دیکھا۔ اس سے پتہ چلا کہ دوسرے زندہ نہیں ہیں۔ یہ ان کا اپنا قیاس ہے۔ میں نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے خود حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور میں نے حدیث پڑھی تھی: ”الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون“ اس ارشاد نبی سے آیت کی تفسیر ہوگئی۔

دوسری آیت: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون“ اللہ کا ارشاد ہے اور یہ خطاب ایمان والوں کو ہے۔ کیونکہ مسئلہ حیات کا تعلق ایمان سے ہے (ایمان والا حیات کو مانتا ہے) یہ شہداء کے بارے میں ہے۔ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میدان احد کی طرف جارہے تھے تو کافر بھی ان کو دیکھ کر کہتا تھا کہ وہ زندہ ہیں۔ منافق بھی کہتا تھا کہ وہ زندہ ہیں۔ مسلمان بھی کہتے تھے کہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن جب شہید ہوگئے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تو اب کافر کہتا ہے کہ زندہ نہیں۔ کیونکہ کل والی زندگی آنکھ سے نظر آتی تھی اور آج والی زندگی آنکھ سے نظر نہیں آتی بلکہ صرف ایمان والا اللہ تعالیٰ کے کہنے پر یقین کرتے ہوئے ایمان لاتا ہے۔ کیونکہ یہ زندگی آنکھ کو نظر نہیں آتی۔ کافر کے پاس آنکھ ہے لیکن ایمان نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات“ وہ جو جسم مبارک مطہر ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑا ہے اس کو مردہ نہ کہو۔ کیونکہ قتل جسم ہوتا ہے روح قتل نہیں ہوا کرتی۔

ممکن ہے کہ مولوی احمد سعید پرندوں والی حدیث پڑھیں۔ میں پہلے یاد کروا رہا ہوں کہ اس کی سند میں وہی ابومعاویہ شیعہ راوی ہے جس کو مولانا احمد سعید صاحب اپنی کتاب میں لکھ چکے ہیں اور اس میں وہی اعمش مدلس راوی ہے جس کو مولوی احمد سعید مدلس لکھ چکا ہے۔ ممکن ہے کہ مولوی احمد سعید صاحب حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت پیش کریں کہ ان کے والد کو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا، آپ واپس جانا چاہتے ہیں۔ الخ! میں بتلا رہا ہوں کہ اس میں وہی محمد بن اسحاق راوی ہے جس کو غیر مقلدین پیش کیا کرتے ہیں۔ ان کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ”دجال من الدجاجلہ“ فرمایا ہے۔ اب اگر مولوی احمد سعید کوئی حدیث پیش کرنا چاہیں تو ہوش وحواس سے پیش کریں۔ صحیح سند کے ساتھ پیش کریں۔ مولوی احمد سعید صاحب نے پہلے ایک حدیث پڑھی: ”لو کان موسی حیاً“ اس کی کوئی سند صحیح نہیں۔

مولوی احمد سعید صاحب کا ایک دوست اللہ بخش جواب غیر مقلد ہوگیا ہے، اس نے مناظرے میں یہی ”لو کان موسی حیاً“ پڑھی۔ میں نے کہا اس کی صحیح سند پیش کرو۔ فوراً شرائط مناظرہ والا پرچہ اٹھا کر کھڑا ہوگیا کہ کہیں اس میں لکھا ہے کہ صحیح سند پیش کرنی ہوگی۔ میں نے کہا کیا تم نے یہ لکھا تھا کہ ساری حدیثیں (جعلی) اور جھوٹی پڑھنی ہیں، جن کی صحت ثابت ہی نہ ہو۔

اس لئے میں مولوی احمد سعید سے بھی کہتا ہوں کہ تم اپنی تلاوت کردہ حدیث: ''لو کان موسیٰ حیاً'' کی سند صحیح ثابت کرو۔ (لوگ ہر ہر جملہ پر سبحان اللہ کہہ رہے تھے) قرآن کی جو آیت میں نے پڑھی ہے، اس میں لفظ ''یقتل'' آیا ہے قتل جسم ہوا کرتا ہے۔ روح قتل نہیں ہوا کرتی۔ اب جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں۔ کافر اس کو زندہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ مومنین سے کہہ رہے ہیں۔ اگرچہ تیری آنکھ اس زندگی کا ادراک نہیں کرسکتی۔ تیرا کان اس زندگی کا احساس نہیں کرسکتا۔ تیرے ہاتھ اس زندگی کا احساس نہیں کرسکتے لیکن مردہ نہ کو۔ اگرچہ اس کی زندگی تیرے شعور سے باہر ہے۔ تیرے شعور میں نہیں آسکتی۔ پھر بھی مردہ نہ کہو: ''بل احیاء'' بلکہ وہ زندہ ہیں۔ قرآن پاک کی اس آیت کے پیش نظر اہل السنۃ والجماعۃ کے مفسرین اور محدثین، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام میں لکھتے ہیں کہ شہداء کو یہ مرتبہ ملتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تابعداری سے، اس لئے سارے شہداء کی حیات سے صرف نبی کی اکیلی حیات اعلیٰ ارفع ہے، زیادہ اکمل ہے۔

جب قرآن نے شہداء کی حیات اسی جسم کے ساتھ مان لی تو انبیاء علیہم السلام کی بھی یہی جسمانی حیات ثابت ہوئی، قرآن میں ہے۔

تیسری آیت: ''یایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند آواز نہ کرو۔ یہ میرے ہاتھ میں (شفاء السقام ص ۱۷۲) ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس طرح مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بلند بولنے سے نیکیاں برباد ہوتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی یہاں بلند بولنے سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی آیت تلاوت کی۔ ان کے پڑوسی دیوار میں کیل لگا رہے تھے۔ ان کو پیغام بھیجا کہ تمہارے اس کیل کی آواز سے حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو رہی ہے۔ یہ کیل کی آواز اسی مسجد میں آرہی تھی یا نہیں؟ (آرہی تھی لوگوں نے کہا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے لئے دروازہ بنوانا تھا، بڑھئی سے کہا دروازہ یہاں نہ بنانا۔ مدینہ سے دور جا کر بنانا کیونکہ اس جگہ بنانے سے جو اس کی آواز اٹھے گی اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسجد نبوی میں اونچے بولتے سنا تو فرمایا: ''لقد اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ'' تو نے اونچا بولنے کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قبر میں اذیت دی ہے۔

اس آیت: ''لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم'' کے پیش نظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچا بولنے کی وجہ سے اس قبر میں تکلیف ہوتی ہے۔

لیجئے! مولانا احمد سعید صاحب نے تین آیتیں پڑھنی تھیں۔ (نہ معلوم کب پڑھے گا) لیکن میں نے تین آیتیں پڑھ دی ہیں۔ (ماشاء اللہ ماشاء اللہ کی آوازیں)

علامہ احمد سعید صاحب: مولوی امین صاحب نے جو آیتیں پڑھی ہیں ان کا انبیاء علیہم السلام کی حیات سے کوئی تعلق نہیں۔ مولوی صاحب نے جو پہلی آیت پڑھی ہے: ''ولقد اٰتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقاءہ'' اس آیت کا اگر معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی ثابت ہے تو سر تسلیم۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ نے یہ معنی کیا ہے تو تسلیم۔ اگر ائمہ اربعہ میں سے کسی امام نے خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی کیا ہے تو سر تسلیم۔ اگر مولوی

صاحب اپنی عقل سے کام لے رہے ہیں تو اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کتنے اقوال ہیں۔ وہ خود مولوی صاحب بیان کر دیں۔ ''فی مریۃ من لقاءہ'' کا ترجمہ کس قسم کا ہے۔

لقاء کا معنی ملنا۔ (۱) نبی علیہ السلام کو خود اللہ کی کتاب کا ملنا۔ (۲) موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی کتاب کا ملنا۔ (۳) موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات روحانی کا ہونا۔ (۴) موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات جسمانی کا ہونا۔ (۵) لیلۃ المعراج میں ہونا۔ (۶) تمثل روحی ہونا۔ یہ تمام احتمالات مفسرین نے لکھے ہیں۔ عقیدہ کے اثبات کے لئے آیت وہ پڑھنی چاہئے جس کا صرف ایک معنی ہو، دوسرا کوئی معنی نہ ہو جس کا صرف مطلب ہو کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں: ''الان کما کان فی الدنیا'' لیکن مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ہے اس کی تفسیر نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت کی اور نہ صحابہ سے اجماعاً ثابت کی اور نہ مفسرین کا کوئی اتفاقی ایک ہی معنی نقل کیا بلکہ اس کی کئی تفاسیر ہیں اس کے کئی معنی ہیں۔

مولوی صاحب اپنی دیانت و امانت سے حلفاً یہ کہہ دیں کہ تمام مفسرین نے یہی ایک ہی معنی کیا ہے جو معنی میں نے کیا ہے لیکن میرا چیلنج ہے کہ آیت مبارکہ کا یہ ترجمہ رسول پاک ﷺ سے ثابت نہیں۔ صحابہ سے بھی اجماعاً یہ معنی ثابت نہیں۔ ائمہ اربعہ سے بھی یہ معنی ثابت نہیں۔ اسی طرح مفسرین سے اجماعاً یہ معنی ثابت نہیں۔ اللہ اپنے محبوب ﷺ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کریں اور جو کتاب میں نے ان کو دی ہے وہ کتاب برحق ہے۔ یہ بتایا جائے کہ حضور ﷺ کو کس بناء پر شک تھا اور اللہ نے تنبیہ فرمائی۔

دوسری آیت جو مولوی صاحب نے پڑھی: ''ولا تقول'' حالانکہ لفظ ہے: ''ولا تقولوا'' عجلت کرنے کی وجہ سے غلط پڑھا گیا ہے۔ بہرحال! ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون''

مولوی صاحب نے شعور کا معنی کیا ہے کہ اس کا شعور آنکھ سے، کان سے، ناک سے نہیں ہو سکتا۔ بات یہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اس آیت کو نازل کر کے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو بتا دیا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں، ان کو مردہ نہ کہو: ''بل احیاء'' اس سے کون سی زندگی مراد ہے خود قرآن نے اس کو بتلایا ہے۔ ''بل احیاء عند ربھم'' مولوی صاحب کو یہ نظر نہیں آیا، وہ (شہید) اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ خدا نے بعض چیزوں کی نسبت تمہاری طرف کی ہے اور بعض چیزوں کی نسبت خود اپنی طرف کی ہے، قرآن میں ہے۔

''ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق'' جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ختم نہیں ہوگا۔ ''عند اللہ'' کا محاورہ وہاں آتا ہے کہ جہاں نسبت دنیا کی بجائے خدا کی طرف زیادہ ہو یا خدا کے زیادہ قریب ہو، اس لئے اس کی تشریح بھی اللہ کے پاک پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ نے فرما دی۔ لہٰذا دعویٰ تو مولوی صاحب کا ہے، انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اور آیت پڑھی ہے۔ امت کے شہداء کے بارے میں، کمال تو یہ ہے کہ اب دلالۃ النص کے طور پر کہتے ہیں کہ جب شہید کا یہ درجہ ہے تو نبی پاک ﷺ کا یہ درجہ کیوں نہ ہوا۔ او! اللہ کے بندے اس بات کا انکار تو نہیں کیا جا سکتا مگر بات صحیح ہونی چاہئے۔ یہ بات درست نہیں کہ حضرت محمد ﷺ اور باقی انبیاء کرام اپنی انہی قبروں میں زندہ ہیں۔ ''عند ربھم'' اپنے رب کے پاس اس کا ترجمہ ''فی قبورھم'' اگر کسی ایک مفسر نے بھی کیا ہو تو دکھاؤ۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے ترجمہ کیا ہے تو دکھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہے تو دکھاؤ۔ کسی محدث نے کیا ہے تو دکھاؤ۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے کیا ہو تو دکھاؤ کہ انہوں نے کہا ہو کہ: ''عند ربھم'' کا ترجمہ ''احیاء فی قبورھم'' تم دکھاؤ ہم ہار گئے تم جیت گئے۔ (جزاکم اللہ کی آوازیں)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ: ''الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں مولوی احمد سعید نے یہ تسلیم کرلیا کہ اس آیت کی تفسیر میں اور اقوال بھی ہیں، مولانا! میں امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں: ''قال اللہ تعالٰی فلاتکن فی مریۃ من لقانہ و فی صحیح مسلم کان قتادۃ یفسرھا ان النبی ﷺ قد لقی موسی''

اس کی تفسیر اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تابعی نے بیان کردی ہے جو علامہ صاحب نے کہا ہے کہ فلاں قول مراد ہے۔ فلاں قول بھی ہوسکتا ہے۔ میں کہتا ہوں جتنے قول بھی ہوں، لیکن لیا وہی جائے گا جو حدیث سے ثابت ہوجائے۔

علامہ احمد سعید صاحب: مفسرین نے یہ بھی کہا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ: ایسے نہیں حدیث سے، تابعی سے جس طرح میں نے ثابت کیا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے بتلا دیا ہے کہ اگر حدیث کو سامنے رکھا جائے تو آیت کی یہ تفسیر ثابت ہوتی ہے۔ دیکھو جو تفسیر نبی پاک ﷺ کی حدیث سے ثابت ہو رہی ہے، اس کو چھوڑنے کے لئے اب خواہ مخواہ احتمالات بیان کرنا شروع کردیئے ہیں۔ تم اپنے احتمالات پر اب کوئی حدیث بیان کرو۔

دوسری آیت کا جواب دیتے ہوئے مولانا نے کہا دلالۃ النص ماننے کے قائل تو ہے لیکن اس آیت میں ''عند ربھم'' آتا ہے اور اس کا معنی ہوتا ہے دنیا پر نہیں، بلکہ رب کے پاس، مولوی صاحب نے ''عند ربھم'' کا یہی معنی کیا ہے ناں؟ (جواب ملا جی ہاں) میں کہتا ہوں علامہ صاحب ''ان الدین عند اللہ الاسلام'' کا اگر آپ سے کوئی معنی پوچھے۔ کیونکہ یہاں بھی عند کا لفظ آگیا ہے۔ ''ان الدین عند اللہ'' تو تم جواب دو گے کہ اسلام میرے پاس تو ہے نہیں بلکہ وہ اللہ کے پاس ہے۔

(لوگوں کے قہقہے، علامہ کے چیلوں نے شور کردیا، خاموشی ہوئی تو فرمایا)

حنفی مفسر علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ یہاں عند اسی طرح ہے جیسے اب اس زمانہ میں مفتی فتویٰ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''ھذا ما عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ'' پھر علامہ صاحب نے اس آیت کا اس سے آگے والا لفظ نہیں پڑھا۔ وہ ہے: ''عند ربھم یرزقون'' بخاری شریف میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کئی کئی دن لگاتار روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے مجھے میرا رب رزق دیتا ہے۔ روحانی رزق کا مل جانا اس وقت موت کی دلیل نہیں تھا۔ اب موت کی دلیل کیسے بن گیا؟ بخاری شریف میں صاف موجود ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی ارادہ کیا کہ ہم بھی بغیر سحری کے روزہ رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم ایسا نہ کرنا، میرا رب مجھے رزق دیتا ہے۔ یہ روحانی رزق کبھی کبھی دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ اگر اس وقت اس سے موت ثابت نہیں ہوئی تو اب علامہ صاحب نے موت کیسے ثابت کردی؟ دیکھو میں اپنی پیش کردہ آیات کی تفسیر حدیث سے ثابت کر رہا ہوں۔ لیکن علامہ صاحب ابھی تک ایک بھی آیت نہیں پیش کرسکے۔ اس لئے میں شروع میں کہتا تھا کہ ہم باری باری ایک ایک آیت پیش کریں تاکہ سارے الفاظ واضح ہوجائیں۔ اب احیاء کا لفظ آگیا۔ ایسے وہ بھی اموات کا لفظ دکھائیں۔ علامہ صاحب کہتے تھے میں نے قبر کے اندر کا لفظ نہیں دکھانا بلکہ باہر اور اندر دونوں کا دکھانا ہے۔ لیکن ان کو تو ایک بھی نہیں آرہا۔

میں نے تیسری آیت: ''یاایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' پیش کی تھی کہ روضہ پاک پر اونچا بولنے سے بھی اعمال ضائع ہوتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں حکم برابر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی یہی فرمارہے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی، حضرت علیؓ بھی، حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی۔ اس آیت کا علامہ صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیوں نہیں دیا؟ اس لئے کہ ان کو آتا ہی نہیں۔ اب میں علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اب وہ تین آیتیں پڑھیں۔ (جزاکم اللہ، ماشاء اللہ کی آوازیں)

علامہ احمد سعید صاحب: جو آیات تلاوت ہورہی ہیں جو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ان کا مسلک اس سے ثابت ہورہا ہے؟ ان آیات کو تم خود بھی تسلیم کرچکے ہو کہ رسول پاک ﷺ کی تفسیر کے مطابق اس کا یہ معنی نہیں بنتا اور نہ ہی رسول پاک ﷺ سے ثابت ہے۔

دعویٰ یہ لکھا ہوا ہے کہ رسول پاک ﷺ اپنے اسی جسم کے ساتھ اپنی اسی قبر میں زندہ ہیں اور ثابت کررہے ہیں۔ ''احیاء عند ربھم'' اپنے رب کے پاس۔ مولوی صاحب نے چونکہ ''عند'' کا صرف ایک ہی معنی یاد کیا ہوا ہے۔ حالانکہ اس کے کئی معنی ہیں۔ یہ صرف قرب مکانی ہوتو یہ سمجھتے ہیں۔ باقی عند رتبے والا یا عند مکانیہ والا۔ یہ انہوں نے نہیں دیکھا انہوں نے صرف ایک ہی مطلب دیکھا ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ آیت مولوی صاحب نے پڑھی ہے: ''احیاء عند ربھم''، ''عند ربھم'' کا مطلب ''فی قبرھم، فی قبورھم'' دکھانا مولوی صاحب کا فریضہ ہے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اس قبر میں زندگی کا ہے۔ ''عند ربھم'' کی زندگی کا دعویٰ نہیں ہے۔ دعویٰ ہے: ''فی قبرہ'' اور دلیل ہے۔ ''عند ربھم'' زمین وآسمان کا فرق معنی میں ہے یا صحابہ سے ثابت کردیں کہ ''عند ربھم'' کا معنی ''فی قبرہ'' ہے یا کسی ایک مفسر سے ثابت کردیں کہ ''عند ربھم'' کا معنی ''فی قبرہ'' تم جیت گئے ہم ہار گئے۔ لیکن اگر ''عند ربھم'' کا معنی ''فی قبرہ'' نہ کوئی مفسر کرے اور نہ کوئی محدث کرے تو پھر اس آیت کو غیر محمل پہ محمول کرنا اصول کے خلاف ہے۔ ادھار آپ کے ذمہ باقی ہے۔ اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے نص قطعی پیش کرو جس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو، کسی ایک دو آدمیوں کا معنی نہ ہو بلکہ پوری امت کا اجماع ہو کہ اس آیت کا یہی معنی ہے۔ ''عند ربھم'' کا معنی اگر پوری امت میں سے کسی نے ''فی قبرہ'' کیا ہے تو اس کو پیش کرنا چاہئے تاکہ پتہ چلے کہ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کو ثابت کرنے کی کوشش تو کی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! مولوی احمد سعید نے پھر وہی بات کہی کہ ''عند'' کا معنی رب کے پاس ہے، مولوی امین کو صرف ایک ہی معنی آتا ہے، کوئی دوسرا معنی نہیں آتا۔ اگر مجھے نہیں آتا تو ان کو بتلا دینا چاہئے تھا۔ اگر یہ معنی جو میں نے کیا ہے دنیا پر فٹ آ ہی نہیں سکتا تو حضرت مریم کے پاس جب پھل آتے، حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا: ''انی لک ھذا'' تو انہوں نے فرمایا: ''ھو من عند اللہ'' حضرت مریم علیہا السلام یہ بات آسمان پر بیٹھی ہی فرمارہی تھیں؟ (نہیں نہیں بلکہ دنیا میں، لوگوں نے کہا) اگر ان کے کوئی اور معنی آتے ہیں تو اب ہم معنی متعین کروالیں۔ پہلے علامہ صاحب نے کہا اگر کوئی ایک مفسر اس کا معنی یہی کردے تو میں ہار گیا تم جیت گئے۔ پھر یاد آیا کہ یہ تو کئی مفسرین مل جائیں گے۔ پھر آخر میں اجماع کی شرط لگادی۔ آپ کے کہنے پر کہ ایک مفسر سے دکھادو تو میں ہار گیا۔

احمد سعید ہار گیا۔

انہوں نے کہا صرف ایک مفسر دکھا دو میں ہار گیا۔ لو علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں: "حیاۃ الانبیاء والشہداء فی القبر ویشھد علیہ صلوۃ موسی" (جزاکم اللہ کی آوازیں، اس عبارت کے بعد احمد سعید اور اس کے حواریوں نے چندمنٹ کے لئے شور کر دیا)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

علامہ صاحب غور کرو، حنفی مفسر علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنی کیا ہے۔ اس سے قبل وہ کہتے ہیں کہ حیات جسم میں ہے۔ اب بتلائیں کہ جسم قبر میں رکھا ہے یا کہیں اور ہے۔ الحمدللہ! میں نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔ اب تو آپ کو منہ مانگی موت مل گئی ہے اور کیا چاہتے ہو۔ باقی انہوں نے نہ آیتیں پیش کی ہیں اور نہ کرنی ہیں۔ (اس موقع پر لوگوں نے احمد سعید سے کہا کہ اب مان جاؤ تو اس نے شور کر دیا اس پر مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ رومی کا فارسی زبان میں شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ)

حق بات سن کر مان لینا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی قسمت میں نہیں رکھا۔ اگر سب لوگ سچ اور حق مان لیتے تو فساد نہ ہوتا۔ باقی "عند" ظرف ہے۔ "یرزقون" کا، میں نے بخاری شریف کی حدیث ملا کر بتلا دیا تھا۔ اس کا اس کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں آتا۔ (اس موقع پر احمد سعید نے شور کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگا اگر اس کا معنی حدیث سے دکھا دیں تو میں ناک کٹوا دوں گا۔ مولوی صاحب "عندربھم" کا معنی "فی قبورھم" رسول پاک سے دکھائیں یا صحابہ سے دکھائیں یا اجماع امت سے دکھا دو تو پھر دعا مانگو۔ یعنی مناظرہ ختم ہم ہار گئے اور وہ جیت گئے)

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: (احمد سعید کی اس بات کے بعد مولانا محمد امین صاحب نے فوراً آیت پڑھی) "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم واذا ثبت ذالک فی الشھید ثبت فی حق النبی ﷺ بوجوہ"

اس کے بعد وہ وجوہ ذکر کرتے ہیں: "الانبیاء احیاء فی قبورھم" (اس پر لوگ خوشی سے قہقہے لگانے لگے جس کی وجہ سے احمد سعید پر موت کی سی کیفیت طاری ہوگئی)

اللہ کے نبی ﷺ نے بتلا دیا کہ یہ حیات قبر میں ہے۔ میں نے اس آیت سے ثابت کر دیا۔ (اس پر احمد سعید نے "لاحول ولا قوۃ" پڑھا۔ مولانا امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً موقع پر فرمایا) نبی ﷺ کی بات سن کر "لاحول" پڑھنا یہ مشرکین کا کام ہے۔

اور احمد سعید کی ناک کٹ گئی

باقی جو مولوی احمد سعید نے کہا میں ناک کٹوا دوں گا، اب ناک واپس لے جانے کے قابل رہا ہی نہیں۔ اگر کٹوانا ہے تو ہمارے سر لگا کر ضرور کٹوانی ہے؟ (اس پر لوگ خوب ہنسے اور مولوی احمد سعید غصے ہونے لگا۔ اس پر ایک آدمی نے کہا کہ مناظرہ جیتنا نہیں یعنی رونا نہیں)

<u>علامہ احمد سعید</u>:

<u>آیت نمبر ۱</u>: "اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذالک لایت لقوم یتفکرون"

آیت نمبر ۲: ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم... ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون''

آیت نمبر ۳: ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم... لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ... وما دعاء الکفرین الا فی ضلال''

مسلمان بھائیو! اللہ رب العزت نے ان آیات میں اور اس قسم کی کثیر آیات میں ضابطے اور قانون بیان کئے ہیں اور اپنے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تسلیماً تسلیماً کثیراً کثیراً اس ذات مقدسہ کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا اور ان لوگوں کے لئے ان کے خلاف جنہوں نے اپنے مالک حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام، اولیاء، نیک لوگوں کو اپنی حاجات میں مافوق الاسباب پکارا۔ بہر حال اللہ رب العزت نے اپنی وحدانیت کے دلائل کو برقرار رکھتے ہوئے آیات مقدسہ کے اندر مختلف انداز سے مختلف قانون بیان کئے۔

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا'' اللہ رب العزت ہی فوت کرتا ہے ان شخصوں کو جن کی موت کا وقت آ جائے اور ان کو بھی جو نیند کی حالت میں ہوں۔ آگے اللہ نے موت اور نیند کی توفی میں فرق کیا کہ موت کی توفی کیسے ہوتی ہے اور نیند کی حالت میں توفی کیسے ہوتی ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں موت میں بھی فوت کر لیتا ہوں اور نیند میں بھی فوت کر لیتا ہوں۔ آگے دونوں توفیوں میں فرق بیان کیا ہے۔ ''فیمسک التی قضی علیھا الموت'' جس پر موت کا فیصلہ کر لوں اس کی روح کو ہمیشہ کے لئے روک لیا جاتا ہے، جس پر موت کا فیصلہ کر لوں اس کی روح کو ہمیشہ کے لئے روک لیا جاتا ہے۔ ''ویرسل الاخری الی اجل مسمی'' جس پر موت کا فیصلہ نہیں اس کو صرف نیند میں فوت کیا ہے۔ یہ نیند والی توفی ہے۔ اس کی روح کو اللہ پاک چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے موت کے وقت تک، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مرنے والا کوئی ہو، چھوٹا یا بڑا عموم ہے آیت میں۔ یہ آیت بھی اللہ پاک کی وحدانیت اور غالبیت قدرت کے دلائل میں سے ہے۔ اسی لئے فرمایا: ''ان فی ذالک لآیت لقوم یتفکرون''

اسی عموم غلبہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کی موت کا فیصلہ ہو جائے اس کی روح کو اس کے جسم سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ روک لیا جاتا ہے۔ تعلق ختم کر دیا جاتا ہے۔ البتہ نیند کی حالت میں اس کا کرنٹ اور ارسال باقی رہتا ہے۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ مرنے والا چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، مدفون ہو چکا ہو یا نہیں، اعلیٰ شان والا ہو یا کم شان والا، بہر حال کوئی بھی انسان ہو، اس کی روح واپس نہیں آ سکتی۔ کیونکہ آگے فرمایا: ''فیمسک التی قضی علیھا الموت'' جس کی موت کا فیصلہ کر دیا جائے اس کی روح بند ہوتی ہے اور جس کی موت کا فیصلہ نہ ہو اس کی روح کو بند نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ جب روح واپس نہیں آتا وہ جسم سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ'' اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ پاک کو چھوڑ کر ایسے غیر کو پکارتا ہے۔

''لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ'' قیامت تک بھی اس کو پکارتا رہے، وہ جواب نہیں دے سکتا۔ کیوں؟ ''اموات غیر احیاء'' کیوں؟ ''انما یستجیب الذین یسمعون والموتی یبعثھم اللہ'' جواب اس لئے نہیں دے سکتا یا تو وہ بہت دور ہے جس کو پکارا گیا یا اسباب نہیں ہیں۔ اس کے وہ مر چکا ہے اس کی روح اور جسم کا کرنٹ اور تعلق ختم ہو چکا ہے۔ اس میں سننے اور جاننے کی طاقت نہیں اور آنے والوں کا علم اور قدرت کے اسباب نہیں، جن اسباب کے ساتھ اس کو علم ہو سکے۔ اس لئے ''وما دعاء الکفرین الا فی ضلل'' خدا پاک کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا یہ سمجھ کر کہ وہ سن رہا

ہے یا جانتا ہے یہ غلط بات ہے، کیوں؟ اگر وہ مر چکا ہے تو "فیمسک التی قضی علیها الموت" اس کی روح کا تعلق اس کے جسم کے ساتھ ختم کر دیا گیا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں جو پھر ان کو اس نیت سے پکارتے ہیں کہ وہ سنتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے۔ "الا کباسط کفیه الی الماء" جیسے پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر بندہ کہے آ پانی میری پیاس ختم کر۔ بہر حال اس کی پیاس ختم نہیں ہوسکتی اور نہ ہی پنی اس کے پاس آ سکتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں اس نے اپنا ہاتھ مٹی میں مارنا ہے اس کا فائدہ کوئی نہیں۔ بہر حال اسباب سے بالاتر ہے، سننا اور زندہ رہنا۔

تبصرہ

اس کے بعد شور مچ گیا اور مماتیوں نے شور مچا دیا۔ مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بار بار کہتے رہے کہ مجھے وقت دو تا کہ میں دھوکہ کا پردہ چاک کر دوں۔ لیکن شور ختم نہ ہوا۔ موقع نہ دیا گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید شور کے زور پر ہم مناظرہ جیت جائیں گے۔ لیکن مناظرہ سننے والا ہر بندہ بخوبی سمجھ گیا کہ مولانا احمد سعید کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور رسوائی ذلت کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا اور یہ شور اصل میں خود مولوی احمد سعید کے کہنے پر کیا گیا۔ کیونکہ جب مناظرہ اختتام کے قریب پہنچا اور مولوی احمد سعید کو اپنی شکست واضح نظر آنے لگی تو درمیان میں نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز ادا کی گئی وقفہ نماز میں مولوی احمد سعید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شرائط طے نہیں کی گئیں۔ پہلے وہ طے کرنی ہیں، پھر بات چلے گی۔ جب حضرت اوکاڑوی سے یہ کہا گیا تو حضرت نے فرمایا آپ حضرات نے نماز پڑھی ہے۔ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے طہارت تو آپ نے وہ نماز شروع کرنے سے قبل پوری کی تھی یا درمیان نماز میں نماز توڑ کر چل پڑے تھے کہ نماز کی شرط پوری کرنی ہے؟ لوگوں نے کہا نماز سے پہلے پوری کی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہر چیز کی شرائط پہلے پوری کی جاتی ہیں اور احمد سعید کو اب شرائط یاد آ رہی ہیں جب کہ مناظرہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ جب مولوی احمد سعید نے یہ دیکھا کہ یہ دال بھی نہ گلی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قرآن پاک کی تین آیتیں پڑھوں گا تم ٹیپیں بند کر دینا اور شور کر دینا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اس نے یہ آیات پڑھیں اس کے ساتھیوں نے ٹیپیں بند کر دیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منکر جو ہو رہا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا
اعلان کر رہا ہے وہ خود اپنی مات کا

خود بند کر رہا ہے شفاعت کے باب کو
کیا خواب دیکھتا ہے مماتی نجات کا

خورشید نیمروز سے آنکھیں چرائے جو
اہل نظر نہیں ہے وہ، رہزن ہے رات کا

چلتا ہے جو عقیدہ معروف کے خلاف
عارف نہیں ہے وہ شہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا

پڑھنا درود مجھ پہ سماعت کروں گا میں
آتا نہیں یقین کیا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا

گر صدق دل سے پیش کرے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
دیتے ہیں وہ جواب سلام و صلوٰۃ کا

وہ عقل خام لائق ماتم ہے اے اثر
خود جس نے گھڑ لیا ہے عقیدہ ممات کا

(محترم شاہین اقبال اثر جونپوری کراچی)